سہ ماہی

# الہدیٰ

سویڈن

خاص نمبر 2023ء

مجلس انصاراللہ سویڈن کی تعلیمی، تربیتی وادبی سرگرمیوں کا ترجمان مجلّہ

هُوَالَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی

سہ ماہی الھدیٰ سویڈن

## زیر نگرانی

مکرم انور احمد رشید صاحب صدر مجلس انصار اللہ

ایڈیٹر:

ڈاکٹر انس احمد رشید

منتظمین اشاعت:

عثمان مسعود جاوید۔ سٹاک ہوم

سلطان محمود۔ گوتھن برگ

سلیم الدین۔ مالمو

شہباز احمد۔ لولیو

کمپوزنگ:

حسن آفتاب

ڈیزائننگ:

نسیم احمد

## فہرست مضامین


آیت و حدیث

کلام الامام امام الکلام

خطبہ

کیا آیت لا اکراہ فی الدین منسوخ ہے؟

سانحہ ارتحال

قرآن میں جہاد کی اقسام

اسلامی جہاد کی حقیقت

قلمی جہاد حضرت سلطان القلمؑ کی تحریروں کی رو سے

مذہبی دہشت گردی

رپورٹ شعبہ اشاعت

رپورٹ سالانہ اجتماع

رپورٹ ملاقات حضور اقدس

رپورٹ سیاحتی دورہ مجلس انصار اللہ سویٹزرلینڈ

## قرآن کریم

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ج فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا ط وَ اللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۔(سورۃ البقرہ:257)

دین میں کوئی جبر نہیں۔یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی۔پس جو کوئی شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

## الحدیث

حدیث میں آتا ہے: عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ رَجَعَ مِنْ بَعْضِ غَزَوَاتِہٖ فَقَالَ رَجَعْنَا مِنَ الْجِھَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِھَادِ الْاَکْبَرِ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْجِھَادُ الْاَکْبَرُ قَالَ وَھِیَ مُجَاھِدَۃُ النَّفْسِ۔

ایک دفعہ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ ایک جنگ سے واپس لوٹ رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ ہم سب سے چھوٹے جہاد یعنی جنگ سے واپس آرہے ہیں اور سب سے بڑے جہاد (جہاد کبیر) یعنی مجاہدہ نفس کی طرف جا رہے ہیں۔

(کنز العمال۔کتاب الجہاد فی الجہاد الاکبر من الاعمال جلد 4 حدیث 11260۔مطبوعہ مکتبہ التراث الاسلامۃ حلب)

کلام الامام۔امام الکلام

## سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جہاد کے مسئلہ کی فلاسفی اور اس کی اصل حقیقت ایسا ایک پیچیدہ امر اور دقیق نکتہ ہے کہ جس کے نہ سمجھنے کے باعث سے اس زمانہ اور ایسا ہی درمیانی زمانہ کے لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائی ہیں اور ہمیں نہایت شرم زدہ ہو کر قبول کرنا پڑتا ہے کہ ان خطرناک غلطیوں کی وجہ سے اسلام کے مخالفوں کو موقع ملا کہ وہ اسلام جیسے پاک اور مقدس مذہب کو جو سراسر قانون قدرت کا آئینہ اور زندہ خدا کا جلال ظاہر کرنے والا ہے مورد اعتراض ٹھہراتے ہیں۔

جاننا چاہئیے کہ جہاد کا لفظ جُہد کے لفظ سے مشتق ہے جس کے معنے ہیں کوشش کرنا اور پھر مجاز کے طور پر دینی لڑائیوں کے لئے بولا گیا اور معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں میں جو لڑائی کو یُدّھ کہتے ہیں دراصل یہ لفظ بھی جہاد کے لفظ کا ہی بگڑا ہوا ہے۔ چونکہ عربی زبان تمام زبانوں کی ماں ہے اور تمام زبانیں اسی میں سے نکلی ہیں اس لئے یُدّھ کا لفظ جو سنسکرت کی زبان میں لڑائی بولا جاتا ہے دراصل جُہد یا جہاد ہے اور پھر جیم کو یا کے ساتھ بدل دیا گیا اور کچھ تصرف کرکے تشدید کے ساتھ بولا گیا۔

یاد رہے کہ مسئلہ جہاد کو جس طرح پر حال کے اسلامی علماء نے جو مولوی کہلاتے ہیں سمجھ رکھا ہے اور جس طرح وہ عوام کے آگے اس مسئلہ کی صورت بیان کرتے ہیں ہرگز وہ صحیح نہیں ہے اور اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ لوگ اپنے پُر جوش وعظوں سے عوام وحشی صفات کو ایک درندہ صفت بنا دیں۔ اور انسانیت کی تمام پاک خوبیوں سے بے نصیب کر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ جس قدر ایسے ناحق کے خون اُن نادان اور نفسانی انسانوں سے ہوتے ہیں کہ جو اس راز سے بے خبر ہیں کہ کیوں اور کس وجہ سے اسلام کو اپنے ابتدائی زمانہ میں لڑائیوں کی ضرورت پڑی تھی اُن سب کا گناہ ان مولویوں کی گردن پر ہے کہ جو پوشیدہ طور پر ایسے مسئلے سکھاتے رہتے ہیں جن کا نتیجہ دردناک خونریزیاں ہیں۔ یہ لوگ جب حکام وقت کو ملتے ہیں تو اس قدر سلام کے لئے جھکتے ہیں کہ گویا سجدہ کرنے کے لئے تیار ہیں اور جب اپنے ہم جنسوں کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں تو بار بار اصرار ان کا اسی بات پر ہوتا ہے کہ یہ ملک دار الحرب ہے اور اپنے دلوں میں جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں اور تھوڑے ہیں جو اس خیال کے انسان نہیں ہیں۔ یہ لوگ اپنے اس عقیدہ جہاد پر جو سراسر غلط اور قرآن اور حدیث کے برخلاف ہے اس قدر جمے ہوئے ہیں کہ جو شخص اس عقیدہ کو نہ مانتا ہو اور اس کے برخلاف ہو اُس کا نام دجال رکھتے ہیں اور واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ میں بھی مدت سے اِسی فتوے کے نیچے ہوں اور مجھے جو اس ملک کے بعض مولویوں نے دجال اور کافر قرار دیا اور گورنمنٹ برطانیہ کے قانون سے بھی بے خوف ہو کر میری نسبت ایک چھپا ہوا فتویٰ شائع کیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اور اس کا مال لوٹنا بلکہ عورتوں کا نکال کر لے جانا بڑے ثواب کا موجب ہے۔ اس کا سبب کیا تھا؟ یہی تو تھا کہ میرا مسیح موعود ہونا اور اُن کے جہادی مسائل

کے مخالف وعظ کرنا اور اُن کے خونی مسیح اور خونی مہدی کے آنے کو جس پر اُن کو لوٹ مار کی بڑی بڑی اُمیدیں تھیں سراسر باطل ٹھہرانا اُن کے غضب اور عداوت کا موجب ہو گیا مگر وہ یاد رکھیں کہ درحقیقت یہ جہاد کا مسئلہ جیسا کہ اُن کے دلوں میں ہے صحیح نہیں ہے اور اِس کا پہلا قدم انسانی ہمدردی کا خون کرنا ہے۔ یہ خیال اُن کا ہرگز صحیح نہیں ہے کہ جب پہلے زمانہ میں جہاد روا رکھا گیا ہے تو پھر کیا وجہ کہ اب حرام ہو جائے۔ اِس کے ہمارے پاس دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ یہ خیال قیاس مع الفارق ہے اور ہمارے نبی ﷺ نے ہرگز کسی پر تلوار نہیں اُٹھائی بجز ان لوگوں کے جنہوں نے پہلے تلوار اُٹھائی اور سخت بے رحمی سے بے گناہ اور پرہیز گار مردوں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کیا اور ایسے دردانگیز طریقوں سے مارا کہ اب بھی ان قصوں کو پڑھ کر رونا آتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر فرض بھی کرلیں کہ اسلام میں ایسا ہی جہاد تھا جیسا کہ ان مولویوں کا خیال ہے تاہم اس زمانہ میں وہ حکم قائم نہیں رہا کیونکہ لکھا ہے کہ مسیح موعود ظاہر ہو جائے گا تو سیفی جہاد اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ مسیح نہ تلوار اُٹھائے گا اور نہ کوئی زمینی ہتھیار ہاتھ میں پکڑے گا بلکہ اُس کی دُعا اُس کا حربہ ہوگا اور اُس کی عقدِ ہمت اُس کی تلوار ہوگی وہ صلح کی بنیاد ڈالے گا اور بکری اور شیر کو ایک ہی گھاٹ پر اکٹھے کرے گا اور اس کا زمانہ صلح اور نرمی اور انسانی ہمدردی کا زمانہ ہوگا۔ ہائے افسوس کیوں یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ تیرہ سو برس ہوئے کہ مسیح موعود کی شان میں آنحضرت ﷺ کے مونہہ سے کلمہ یَضَعُ الحرب جاری ہو چکا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ مسیح موعود جب آئے گا تو لڑائیوں کا خاتمہ کر دے گا۔ اور اسی کی طرف اشارہ اس قرآنی آیت کا ہے حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا یعنی اس وقت لڑائی کرو جب تک کہ مسیح کا وقت آ جائے۔ یہی تضع الحرب اوزارھا ہے۔ دیکھو صحیح بخاری موجود ہے جو قرآن شریف کے بعد اصح الکتب مانی گئی ہے۔ اس کو غور سے پڑھو۔ اے اسلام کے عالمو اور مولویو! میری بات سنو! میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب جہاد کا وقت نہیں ہے خدا کے پاک نبی کے نافرمان مت بنو مسیح موعود جو آنے والا تھا آ چکا اور اُس نے حکم دیا کہ آئندہ مذہبی جنگوں سے جو تلوار اور کشت و خون کے ساتھ ہوتی ہیں باز آ جاؤ تو اب بھی خونریزی سے باز نہ آنا اور ایسے وعظوں سے منہ بند نہ کرنا طریق اسلام نہیں ہے جس نے مجھے قبول کیا ہے وہ نہ صرف ان وعظوں سے منہ بند کرے گا بلکہ اس طریق کو نہایت بُرا اور موجب غضب الٰہی جانے گا۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ 1 و صفحہ 7-9)

''اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس زمانہ میں اور اس ملک میں جہاد کی شرائط مفقود ہیں۔ امن اور عافیت کے دور میں جہاد نہیں ہو سکتا''

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد 17۔ صفحہ 82)

پس حضرت بانی جماعت احمدیہ نے جہاد بالسیف کو منسوخ قرار نہیں دیا بلکہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اس کی شرائط موجود نہ ہونے کی وجہ سے اس کے عارضی التوا کا اعلان فرمایا۔ اور یہ بھی بیان فرمایا کہ اگر جہاد بالسیف کی شرائط موجود ہوں تو پھر یہ جہاد بھی ضروری ہے۔ آپ نے واضح فرمایا:

''ہم (اہل اسلام کو) یہی حکم ہے کہ دشمن جس طرح ہمارے خلاف تیاری کرتا ہے ہم بھی اس کے خلاف اسی طرح تیاری کریں۔''

(حقیقۃ المہدی۔ روحانی خزائن جلد 14۔ صفحہ 454)

نیز یہ قرآنی اصول بیان فرمایا کہ

''اگر دشمن باز نہ آئیں تو تمام مومنوں پر واجب ہے کہ ان سے جنگ کریں۔''

(نور الحق حصہ اول۔ روحانی خزائن جلد 8۔ صفحہ 62)

## فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خطبہ جمعہ 20 جون 2003ء

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:

لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ج فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِالْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا ط وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔(سورۃ البقرہ:257)

آج کل تمام مغربی دنیا اکٹھی ہوکر عالم اسلام پر یہ الزام لگا رہی ہے کہ اسلام تشدد کا مذہب ہے اور اس بنیادی تشدد کی تعلیم کی وجہ سے مسلمانوں میں جہادی تنظیمیں قائم ہیں۔ یہ انتہائی جھوٹا اور گھناؤنا الزام اسلام کی تعلیم پر لگایا جا رہا ہے۔ ہر احمدی اس سے بخوبی واقف ہے۔ اسلام تو امن، پیار، محبت اور بھائی چارے کی تعلیم دینے والا مذہب ہے اور جتنی انسانیت کے حقوق کا پاس اسلامی تعلیمات میں ملتا ہے اس کی مثال، اس کی نظیر اور کسی تعلیم میں نہیں ہے۔ لیکن یہ بھی ساتھ مَیں، بدقسمتی، کہوں گا کہ بعض تشدّد پسند گروہوں نے جن کا اسلامی تعلیم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں اپنی انا کی تسکین کے لئے، اپنی ذات کو ابھار کر دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے اسلام کی تعلیم کو اس طرح جہادی تنظیموں کے تصور کے ساتھ منسلک کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جس کی وجہ سے اسلام کی جو خوبصورت تعلیم تھی اس کا ایک بڑا بھیانک تصور قائم ہو جاتا ہے۔ اور یہ کوئی اسلام کی خدمت نہیں ہے بلکہ اسلام کو بدنام کرنے کے مترادف ہے۔ ابھی جو آیت مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ترجمہ یہ ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی۔ پس جو کوئی شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

’’یہ عجیب بات ہے کہ اسلام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ جبر سے دین پھیلانے کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اسلام اگر ایک طرف جہاد کے لئے مسلمانوں کو تیار کرتا ہے جیسا کہ اس سورہ میں وہ فرما چکا ہے کہ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ (بقرہ:۱۹۱) یعنی تم اللہ کی راہ میں، ان لوگوں سے جنگ کرو، جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔ تو دوسری طرف وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ یعنی جنگ کا جو حکم تمہیں دیا گیا ہے، اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ لوگوں کو مسلمان بنانے کے لئے جبر کرنا جائز ہو گیا ہے، بلکہ جنگ کا یہ حکم محض دشمن کے شر سے بچنے اور اس کے مفاسد کو دُور کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ اگر اسلام میں جبر جائز ہوتا تو یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ قرآن کریم ایک طرف تو مسلمانوں کو لڑائی کا حکم دیتا اور دوسری طرف اسی سورہ میں یہ فرما دیتا کہ دین کے لئے جبر نہ کرو۔ کیا اس کا واضح الفاظ میں یہ مطلب نہیں کہ اسلام دین کے معاملے میں دوسروں پر جبر کرنا

کسی صورت میں بھی جائز قرار نہیں دیتا۔ پس یہ آیت دین کے معاملے میں ہر قسم کے جبر کو نہ صرف ناجائز قرار دیتی ہے بلکہ جس مقام پر یہ آیت واقع ہے، اس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام جبر کے بالکل خلاف ہے۔ پس عیسائی مستشرقین کا یہ اعتراض بالکل غلط ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ غیر مذاہب والوں کو اسلام میں داخل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہی وہ سب سے پہلا مذہب ہے جس نے دنیا کے سامنے یہ تعلیم پیش کی کہ مذہب کے معاملے میں ہر شخص کو آزادی حاصل ہے اور دین کے بارے میں کسی پر کوئی جبر نہیں۔''

(تفسیر کبیر۔ جلد دوم۔ صفحہ 585 تا 586)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ ایک انبیاء کی راہ ہوتی ہے، ایک بادشاہوں کی۔ انبیاء کا یہ قاعدہ نہیں ہوتا کہ وہ ظلم وجور و تعدّی سے کام لیں۔ ہاں بادشاہ جبر واکراہ سے کام لیتے ہیں۔ پولیس اُس وقت گرفت کر سکتی ہے جب کوئی گناہ کا ارتکاب کر دے مگر مذہب گناہ کے ارادے کو بھی روکتا ہے۔ پس جب مذہب کی حکومت کو آدمی مان لیتا ہے تو پولیس کی حکومت اس کی پرہیزگاری کے لئے ضروری نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جبر واکراہ کا تعلق مذہب سے نہیں۔ پس کسی کو جبر سے مت داخل کرو کیونکہ جو دل سے مومن نہیں ہوا وہ ضرور منافق ہے۔ شریعت نے منافق اور کافر کو ایک ہی رسّی میں جکڑا ہے۔ غلطی سے ایسی کہانیاں مشہور ہو گئی ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے''۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''عالمگیر کو بھی الزام دیتے ہیں کہ وہ ظالم تھا اور بالجبر مسلمان کرتا (تھا)۔ یہ کیسی بیہودہ بات ہے۔ اس کی فوج کے سپہ سالار ایک ہندو تھے۔ بڑا حصہ اس کی عمر کا اپنے بھائیوں سے لڑتے گزرا۔ اس کی موت بھی تاناشاہ کے مقابل میں ہوئی''۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''اِسلام بادشاہوں کے افعال کا ذمہ دار نہیں ہے۔ مسلمانوں نے یہی غلطی کی کہ معترضین کے مفتریات کو تسلیم کر لیا حالانکہ اسلام دِلی محبت و اخلاق سے حق بات ماننے کا نام ہے۔ اسی لئے اسلام میں جبر نہیں''۔

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 391)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مزید فرماتے ہیں:

''ہمیں کتاب مغازی میں (خواہ کیسی ہی ناقابل وثوق کیوں نہ ہوں) کوئی ایک بھی مثال نظر نہیں آتی کہ آنحضرت ﷺ نے کسی شخص، کسی خاندان، کسی قبیلے کو بزورشمشیر واِجبار مسلمان کیا ہو۔ سر ولیم میور صاحب کا فقرہ کیسا صاف صاف بتاتا ہے کہ شہر مدینہ کے ہزاروں مسلمانوں میں سے کوئی ایک شخص بھی بزور واِکراہ اسلام میں داخل نہیں کیا گیا اور مکّہ میں بھی آنحضرت ﷺ کا یہی رویّہ اور سلوک رہا بلکہ ان سلاطین عظام (محمود غزنوی، سلطان صلاح الدین، اورنگ زیب) کی محققانہ اور صحیح تواریخ میں کوئی ایک بھی مثال نہیں ملتی کہ کسی شخص کو انہوں نے بالجبر مسلمان کیا ہو۔ ہاں ہم اِن کے وقت میں غیر قوموں کو بڑے بڑے عہدوں اور مناصب پر ممتاز وسرفراز پاتے ہیں۔ پس کیسا بڑا ثبوت ہے کہ اہل اسلام نے قطع نظر مقاصدِ ملکی کے اشاعتِ اسلام کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی''۔

پھر فرمایا: ''قوانینِ اسلام کے موافق ہر قسم کی آزادی مذہبی اور مذہب والوں کو بخشی گئی جو سلطنتِ اسلام کی مطیع ومحکوم تھے۔ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ دین میں کوئی اِجبار نہیں۔ یہ آیت کھلی دلیل اس امر کی ہے کہ اسلام میں اَور اہلِ مذاہب کو آزادی بخشنے اور ان کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم ہے''۔

(فصل الخطاب۔ جلد اول صفحہ 98-99)

پس آج جماعت احمدیہ کا یہ کام ہے کہ ایک مہم کی صورت میں دنیا کے سامنے اسلام کی امن اور آشتی کی جو حسین اور خوبصورت تعلیم ہے وہ پیش کریں۔ اور دنیا کے سامنے کھول لیں کہ اسلام تو انصاف اور امن کی تعلیم کا علمبردار ہے۔ جس کی مثال آج کے چودہ سو سال پہلے کے واقعات میں ملتی ہے۔ وہ واقعہ جب بنونضیر مدینہ سے جلاوطن کئے گئے تو ان میں سے وہ لوگ بھی تھے جو انصار کی اولاد تھے۔ انصار نے ان کو روک لینا چاہا مگر آنحضرت ﷺ نے اس تعلیم کے ماتحت کہ دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ان کو اس سے منع فرمایا۔ اور یہ انصار کی اولاد اس طرح یہودیوں کے

پاس تھی کہ زمانہ جاہلیت میں جب کسی کے نرینہ اولاد یا لڑکا نہیں ہوتا تھا تو وہ منت مانا کرتے تھے کہ اگر میرا لڑکا ہوگا تو میں اسے یہودی بنا دوں گا۔ تو اس طرح لڑکے کی پیدائش پر اپنے بچے یہودیوں کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔ تو یہ ہے اسلام کی خوبصورت تعلیم کہ تم اپنے لختِ جگر کو بھی جب ایک دفعہ کسی کو دے دیتے ہو اور جب وہ اسے اپنے مذہب پر قائم کر لیتا ہے تو پھر زبردستی اس کو بھی واپس نہیں لے سکتے۔

پھر ایک ایسی مثال جو دنیا میں کہیں نظر نہیں آئے گی کہ صلح حدیبیہ کے وقت کیا ہوا۔ جب قریش کی سخت اور کڑی شرطوں پر مسلمان اپنی ذلت محسوس کرنے لگے اور بعض نے ان شرطوں کو نہ ماننے کا اظہار بھی کیا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے جو اس کامل یقین پر قائم تھے کہ فتح انشاء اللہ مسلمانوں کی ہے۔ اور یہ اس سمیع و علیم خدا کا وعدہ ہے کہ فتح یقیناً اے محمد ﷺ تیری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیری دعاؤں کو سنا ہے اور ان کی قبولیت کا وقت قریب آ رہا ہے ان تمام شرائط کو قبول کیا اور صحابہ کو بھی یہ تعلیم دی کہ اسلام کی فتح جنگوں سے نہیں بلکہ صلح صفائی اور خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے سے ہوگی۔

اس زمانہ میں بھی اب انشاء اللہ اسی طرح ہوگا لیکن یہ بات مسلمانوں کو بھی سمجھنی چاہئے کہ اسلام کی فتح تو ضرور ہوگی لیکن زورِ بازو سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے احکامات پر عمل کرنے سے ہوگی، جیسا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم گمراہی کو چھوڑ کر ایمان لائے ہو تو گویا تم نے ایک مضبوط کڑے کو پکڑ لیا ہے جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں لیکن صرف منہ سے کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے کافی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور آنحضرت ﷺ کے حکموں کو مضبوط کڑے کی طرح پکڑو گے تو کامیاب ہو گے اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ میں مسیح موعود ہی وہ مضبوط کڑا ہے جو احکامِ الٰہی کی صحیح تشریح کرتا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کی تعلیم کو جس طرح پیش کرتا ہے وہ صحیح تعلیم ہے۔ تو اگر اس پر عمل کرو گے تو تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

ایک مدت سے مسلمان اپنی زبوں حالی کی وجہ سے بڑے پریشان رہے اور یہ انتظار کرتے رہے کہ مسیح اور مہدی جلد ظاہر ہو تا کہ ہم اس کے ساتھ چمٹ کر اسلام کی ترقی کے نظارے دیکھیں اور اسلام کا درد رکھنے والے دعائیں بھی کر رہے تھے لیکن جب اس موعود کا ظہور ہوا تو کیا ہوا، ایک بہت بڑی تعداد انکاری ہوگئی صرف اس لئے کہ وہ امن و آشتی اور صلح کا پیغام لے کر آیا تھا۔

پھر اس آیت کی مزید تشریح کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:

’’اقرار اور ایمان سے اس آیت میں یہی مراد ہے کہ وہ شیطان کی باتوں کو ردّ کرتا اور خدا تعالیٰ کی باتوں کو مانتا ہے۔ ایسے شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی۔ عروہ کے معنے دستے کے بھی ہوتے ہیں جس سے کسی چیز کو پکڑا جاتا ہے اور عروہ اس چیز کو بھی کہتے ہیں جس پر اعتبار کیا جائے اور عروہ کے معنے ایسی چیز کے بھی ہوتے ہیں جس کی طرف انسان ضرورت کے وقت رجوع کرے، اور عروہ اس چیز کو بھی کہتے ہیں جو ہمیشہ قائم رہے اور کبھی ضائع نہ ہو۔ اور عروہ بہترین مال کو بھی کہتے ہیں۔

فرمایا: اگر عروہ کے معنے دستے کے لئے جائیں تو اس آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ دین کو خدا تعالیٰ نے ایک ایسی لطیف چیز قرار دیا ہے جو کسی برتن میں پڑی ہوئی ہو اور محفوظ ہو اور انسان نے اس برتن کا دستہ پکڑ کر اسے اپنے قبضہ میں کر لیا ہو۔

پھر عروہ کہہ کر اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ دین ایک ایسی چیز ہے جس کا انسان سہارا لے لیتا ہے تا کہ اسے گرنے کا ڈر نہ رہے، جیسے سیڑھیوں پر چڑھنے کے لئے انسان کو رسّہ کی ضرورت پڑتی ہے اور وہ اسے پکڑ لیتا ہے۔ اسی طرح دین بھی اس رسّہ کی طرح ایک سہارا ہے، اسے مضبوط پکڑ لینے سے گرنے کا ڈر نہیں رہتا۔

پھر فرماتے ہیں کہ عروہ کہہ کر یہ بھی بتایا کہ اگر انسان اسے مضبوطی سے پکڑ لے تو وہ ہر مصیبت کے وقت اس کے کام آتا ہے۔ پھر عروہ میں اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ صرف دین ہی انسان کے کام آنے والی چیز ہے، اس جہان میں بھی اور اگلے جہان میں بھی۔ باقی تمام تعلقات عارضی ہوتے ہیں اور مصیبت کے آنے پر ایک ایک کر کے کٹ جاتے ہیں۔ بے شک انسان اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی اپنا بہترین رفیق

قرار دیتا ہے لیکن بسا اوقات ان سے کمزوری یا بے وفائی ظاہر ہو جاتی ہے اور اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ حقیقی تعلقات وہی ہیں جن کی بنیادیں دین اور مذہب پر استوار کی جائیں اور انہی میں برکت ہوتی ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم۔صفحہ 588)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مسلمانوں کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

’’جس کام کے لئے آپ لوگوں کے عقیدوں کے موافق مسیح ابن مریم آسمان سے آئے گا یعنی یہ کہ مہدی سے مل کر لوگوں کو جبراً مسلمان کرنے کے لئے جنگ کرے گا یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو اسلام کو بدنام کرتا ہے۔قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ مذہب کے لئے جبر درست ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف میں فرماتا ہے لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ یعنی دین میں جبر نہیں ہے۔ پھر مسیح ابن مریم کو جبر کا اختیار کیونکر دیا جائے گا یہاں تک کہ بجز اسلام یا قتل کے جزیہ بھی قبول نہ کرے گا۔ یہ تعلیم قرآن شریف کے کس مقام، اور کس سیپارہ اور کس سورہ میں ہے۔ سارا قرآن بار بار کہہ رہا ہے کہ دین میں جبر نہیں اور صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ جن لوگوں سے آنحضرت ﷺ کے وقت لڑائیاں کی گئی تھیں وہ لڑائیاں دین کو جبراً شائع کرنے کے لئے نہیں تھیں بلکہ یا تو بطور سزا تھیں یعنی ان لوگوں کو سزا دینا منظور تھا جنہوں نے ایک گروہ کثیر مسلمانوں کو قتل کر دیا اور بعض کو وطن سے نکال دیا تھا اور نہایت سخت ظلم کیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ۔ یعنی ان مسلمانوں کو جن سے کفار جنگ کر رہے ہیں بسبب مظلوم ہونے کے مقابلہ کرنے کی اجازت دی گئی اور خدا قادر ہے کہ جو ان کی مدد کرے۔ اور یا وہ لڑائیاں ہیں جو بطور مدافعت تھیں یعنی جو لوگ اسلام کے نابود کرنے کے لئے پیش قدمی کرتے تھے یا اپنے ملک میں اسلام کو شائع ہونے سے جبراً روکتے تھے ان سے بطور حفاظت خود اختیاری یا ملک میں آزادی پیدا کرنے کے لئے لڑائی کی جاتی تھی۔ بجز ان تین صورتوں کے آنحضرت ﷺ اور آپ کے مقدس خلیفوں نے کوئی لڑائی نہیں کی بلکہ اسلام نے غیر قوموں کے ظلم کی اس قدر برداشت کی ہے جو اس کی دوسری قوموں میں نظیر نہیں ملتی۔

پھر یہ عیسیٰ مسیح اور مہدی صاحب کیسے ہوں گے جو آتے ہی لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیں گے یہاں تک کہ کسی اہل کتاب سے بھی جزیہ قبول نہیں کریں گے اور آیت حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ کو بھی منسوخ کر دیں گے۔ یہ دین اسلام کے کیسے حامی ہوں گے کہ آتے ہی قرآن کریم کی ان آیتوں کو بھی منسوخ کر دیں گے جو آنحضرت ﷺ کے وقت میں بھی منسوخ نہیں ہوئیں اور اس قدر انقلاب سے پھر بھی ختم نبوت میں حرج نہیں آئے گا۔ اس زمانہ میں جو تیرہ سو برس عہد نبوت کو گزر گئے اور خود اسلام اندرونی طور پر تہتر فرقوں پر پھیل گیا۔ سچے مسیح کا یہ کام ہونا چاہئے کہ وہ دلائل کے ساتھ دلوں پر فتح پاوے، نہ تلوار کے ساتھ۔ اور صلیبی عقیدہ کو واقعی اور سچے ثبوت کے ساتھ توڑ دے، نہ یہ کہ ان صلیبوں کو توڑتا پھرے جو چاندی یا سونے یا پیتل یا لکڑی سے بنائی جاتی ہیں۔ اگر تم جبر کرو گے تو تمہارا جبر اس بات پر کافی دلیل ہے کہ تمہارے پاس اپنی سچائی پر کوئی دلیل نہیں۔ ہر یک نادان اور ظالم طبع جب دلیل سے عاجز آ جاتا ہے تو پھر تلوار یا بندوق کی طرف ہاتھ لمبا کرتا ہے مگر ایسا مذہب ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتا جو صرف تلوار کے سہارے سے پھیل سکتا ہے نہ کسی اور طریق سے۔ اگر تم ایسے جہاد سے باز نہیں آ سکتے اور اس پر غصہ میں آ کر راستبازوں کا نام بھی دجّال اور ملحد رکھتے ہو تو ہم ان دو فقروں پر اس تقریر کو ختم کرتے ہیں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 1 صفحہ 747-748)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ علیہ والسلام فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے وہ تعلیم اور تربیت کے لئے کرتا ہے چونکہ شوکت کا زمانہ دیر تک رہتا ہے اور اسلام کی قوت اور شوکت صدیوں تک رہی اور اس کے فتوحات دُور دراز تک پہنچے اس لئے بعض احمقوں نے سمجھ لیا کہ اسلام جبر سے پھیلایا گیا۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم ہے لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔ اس امر کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے (کہ) اسلام جبر سے نہیں پھیلا اللہ تعالیٰ نے خاتم الخلفا کو پیدا کیا اور اس کا کام یضع الحرب رکھ کر

دوسری طرف لِیُظۡھِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ قرار دیا۔ یعنی وہ اسلام کا غلبہ ملل ہالکہ پر حجت اور براہین سے قائم کرے گا اور جنگ وجدال کو اٹھادے گا۔ وہ لوگ سخت غلطی کرتے ہیں جو کسی خونی مہدی اور خونی مسیح کا انتظار کرتے ہیں۔''
(الحکم جلد 6۔ نمبر 24۔ مؤرخہ 10 جولائی 1902ء۔ صفحہ 3)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''مذہبی امور میں آزادی ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ کہ دین میں کسی قسم کی زبردستی نہیں ہے۔ اس قسم کا فقرہ انجیل میں کہیں بھی نہیں ہے۔ لڑائیوں کی اصل جڑ کیا تھی، اس کے سمجھنے میں ان لوگوں سے غلطی ہوئی ہے۔ اگر لڑائی کا ہی حکم تھا تو تیرہ برس رسول اکرم ﷺ کے تو پھر ضائع ہی گئے کہ آپ نے آتے ہی تلوار نہ اٹھائی۔ صرف لڑنے والوں کے ساتھ لڑائیوں کا حکم ہے۔ اسلام کا یہ اصول کبھی نہیں ہوا کہ خود ابتدائے جنگ کرے۔ لڑائی کا کیا سبب تھا، اسے خود خدا نے بتلایا ہے کہ ظُلِمُوۡا۔ خدا نے جب دیکھا کہ یہ لوگ مظلوم ہیں تو اب اجازت دیتا ہے کہ تم بھی لڑو۔ یہ نہیں حکم دیا کہ اب وقت تلوار کا ہے، تم زبردستی تلوار کے ذریعہ لوگوں کو مسلمان کرو بلکہ یہ کہا ہے کہ تم مظلوم ہو۔ اب مقابلہ کرو۔ مظلوم کو تو ہر ایک قانون اجازت دیتا ہے کہ حفظ جان کے واسطے مقابلہ کرے۔''
(البدر جلد 2 نمبر 2-1۔ مورخہ 23 جنوری 1903ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

''نواب صدیق حسن خان کا یہ خیال صحیح نہیں تھا کہ مہدی کے زمانے میں جبر کر کے لوگوں کو مسلمان کیا جائے گا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ (البقرہ:257) {یعنی دین اسلام میں جبر نہیں ہے ہاں عیسائی لوگ ایک زمانے میں جبراً لوگوں کو عیسائی بناتے تھے مگر اسلام جب سے ظاہر ہوا، وہ جبر کے مخالف ہے۔ جبر اُن لوگوں کا کام ہے جن کے پاس آسمانی نشان نہیں مگر اسلام تو آسمانی نشانوں کا سمندر ہے۔ کسی نبی سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے جس قدر ہمارے نبی ﷺ سے۔ کیونکہ پہلے نبیوں کے معجزات ان کے مرنے کے ساتھ ہی مر گئے مگر ہمارے نبی ﷺ کے معجزات اب تک ظہور میں آ رہے ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے۔ جو کچھ میری تائید میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب آنحضرت ﷺ کے معجزات ہیں۔ مگر کہاں ہیں وہ پادری اور یہودی یا اَور قومیں، جو اِن نشانوں کے مقابل پر نشان دکھلا سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!! ہرگز نہیں!!! اگرچہ کوشش کرتے کرتے مر بھی جائیں تب بھی ایک نشان بھی دکھلا نہیں سکتے کیونکہ ان کے مصنوعی خدا ہیں۔ سچے خدا کے وہ پیرو نہیں ہیں۔ اسلام معجزات کا سمندر ہے۔ اس نے کبھی جبر نہیں کیا اور نہ اس کو جبر کی کچھ ضرورت ہے۔''
(تتمہ حقیقۃ الوحی 35-36 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 468-469)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

''یہ جہالت اور سخت نادانی ہے کہ اس زمانے کے نیم ملاّ فی الفور کہہ دیتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جبراً مسلمان کرنے کے لئے تلوار اٹھائی تھی اور انہی شبہات میں ناسمجھ پادری گرفتار ہیں مگر اس سے زیادہ کوئی جھوٹی بات نہیں ہوگی کہ یہ جبر اور تعدی کا الزام اس دین پر لگایا جائے جس کی پہلی ہدایت یہی ہے کہ لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ (البقرہ:۲۵۷) یعنی دین میں جبر نہیں چاہیے بلکہ ہمارے نبی ﷺ اور آپ کے بزرگ صحابہ کی لڑائیاں یا تو اس لئے تھیں کہ کفار کے حملے سے اپنے تئیں بچایا جائے۔ اور یا اس لئے تھیں کہ امن قائم کیا جائے۔ اور جو لوگ تلوار سے دین کو روکنا چاہتے ہیں ،ان کو تلوار سے پیچھے ہٹایا جائے۔''

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 حاشیہ صفحہ 158)

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''تمام سچے مسلمان جو دنیا میں گزرے کبھی ان کا یہ عقیدہ نہیں ہوا کہ اسلام کو تلوار سے پھیلانا چاہئے بلکہ ہمیشہ اسلام اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے دنیا میں پھیلا ہے۔ پس جو لوگ مسلمان کہلا کر صرف یہی بات جانتے ہیں کہ اسلام کو تلوار سے پھیلانا چاہئے، وہ اسلام کی ذاتی خوبیوں کے

معترف نہیں ہیں اور ان کی کارروائی درندوں کی کارروائی سے مشابہ ہے۔‘‘
(تریاق القلوب۔روحانی خزائن جلد۱۵- حاشیہ صفحہ ۱۶۷)

پس آج ہر احمدی کا یہ فرض بنتا ہے کہ اسلام کی جو تصویر، جو تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھینچی ہے اور دی ہے اس کو لے کر اسلام کے امن اور آشتی، صلح اور صفائی کے پیغام کو ہر جگہ پہنچا دیں اور دنیا میں یہ منادی کریں کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اپنی حسین تعلیم سے دنیا میں پھیلا ہے۔اور اپنوں کو جو آنحضرت ﷺ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کررہے ہیں، یہ پیغام دیں کہ تم کس غلط راستے پر چل رہے ہو۔ان کو سمجھائیں ،ان کے لئے دعائیں کریں کیونکہ یہ لوگ بھی اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْن کے زمرے میں ہیں۔دنیا کو باور کرانے کی ضرورت ہے کہ اسلام کی ترقی آپؐ کے زمانے میں بھی اس فانی فی اللہ کی دعاؤں کا نتیجہ تھی اور اس زمانہ میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے عاشق صادق اور غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں اور اسلام کے صحیح تصور کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کی نتیجہ میں ہوگی۔انشاء اللہ

20جون2003ء شہ سرخیاں:

آج جماعت احمدیہ کا یہ کام ہے کہ ایک مہم کی صورت میں دنیا کے سامنے اسلام کی امن اور آشتی کی جو حسین اور خوبصورت تعلیم ہے وہ پیش کریں۔

☆ اسلام پر تشدد کا الزام ایک انتہائی گھناؤنا الزام ہے۔

☆ اسلام امن، محبت اور بھائی چارے کی تعلیم دینے والا مذہب ہے۔

☆ آج جماعت احمدیہ کا یہ کام ہے کہ ایک مہم کی صورت میں دنیا کے سامنے اسلام کی، امن اور آشتی کی جو حسین اور خوبصورت تعلیم ہے وہ پیش کریں۔

☆ اسلام کی فتح جنگوں سے نہیں بلکہ صلح صفائی اور خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے سے ہوگی۔

☆ عصرِ حاضر اور جہاد کا غلط تصور۔

☆ ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ اسلام کی جو تصویر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھینچی ہے، اس کو لے کر...... پیغام کو ہر جگہ پہنچا دیں۔

20جون2003ء مطابق 20احسان 1382ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

جہاد۔جہد سے مشتق ہے اور جہد کے معانی ہیں مشقت برداشت کرنا اور جہاد کے معنی ہیں کسی کام کے کرنے میں پوری طرح کوشش کرنا اور کسی قسم کی کمی نہ کرنا۔(تاج العروس)

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب لکھتے ہیں:۔

’’جہاد کے معنی عموماً قتال اور لڑائی کے سمجھے جاتے ہیں۔مگر مفہوم کی یہ تنگی قطعاً غلط ہے۔لغت میں اس کے معنی محنت اور کوشش کے ہیں‘‘۔

(سیرۃ النبی جلد 5 صفحہ 210 طبع اول۔دارالاشاعت کراچی نمبر1)

جہاد کی اقسام

قرآن اور حدیث سے جہاد کی چار بڑی اقسام ثابت ہوتی ہیں۔

1۔نفس اور شیطان کے خلاف جہاد
2۔جہاد بالقرآن یعنی دعوت و تبلیغ
3۔جہاد بالمال
4۔جہاد بالسیف (دفاعی جنگ)

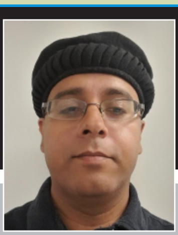

عثمان مسعود

# کیا آیت لا اکراہ فی الدین منسوخ ہے؟

(عثمان مسعود جاوید منتظم اشاعت مجلس انصار اللہ اسٹاک ہولم)

نائن الیون کے اندوہناک سانحے کے بعد غیر مسلم دنیا کا مسلمانوں کے خلاف ردعمل فطری تھا۔ مرنے والوں میں یہودی، مسیحی، مسلمان اور دیگر سب ہی شامل تھے۔ مسلم دنیا میں غلط بیانیے پھیلا دیے گئے۔

(1) نائن الیون یہودیوں نے کرایا ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس دن سب یہودی چھٹی پر تھے۔ حقیقت میں 270 سے 400 کے درمیان یہودی جاں بحق ہوئے۔

(2) نائن الیون خود امریکہ نے کرایا تا کہ مسلمان ممالک پر حملے کر سکے حالانکہ امریکہ کو مسلمان ممالک پر حملہ کرنے کے لئے ایسا کھاسرے سے کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

(3) امریکہ نے اسامہ بن لادن کا نام لیا کیونکہ کسی کا تو نام لینا ہی تھا۔ اسامہ بن لادن نے کئی سال انکار کرنے کے بعد خود تسلیم کیا تھا کہ نائن الیون میں اسی کا ہاتھ تھا۔ اسامہ بن لادن 2 مئی 2011 کو ایبٹ آباد پاکستان میں امریکی کمانڈوز کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچ چکا۔

مسلمانوں نے اسلام کے دفاع میں یہ موقف اختیار کیا کہ اسلام امن اور آشتی کا دین ہے۔ غیر مسلموں نے حوالے پیش کر دیے کہ جن آیات کا تم حوالہ دیتے ہو وہ تو آیاتِ جہاد کے بعد خود تمہارے مفسرین لکھ گئے ہیں کہ منسوخ ہیں جیسے کہ لا اکراہ فی الدین۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جو پانچ آیات آج منسوخ سمجھی جاتی ہیں ان میں لا اکراہ فی الدین ہے ہی نہیں۔ متدد مفسرین کے نزدیک یہ آیت نسخ کی اس قسم سے تعلق رکھتی ہے جس میں منسوخ آیت قرآن حکیم میں موجود ہوتی ہے مگر اس کا حکم کسی دوسری آیت سے منسوخ کر دیا جاتا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں نسخ کی اس قسم کا رد کیا گیا ہے اور اس ضمن میں ثبوت کے طور پر جن دو آیات کا حوالہ دیا جاتا ہے ان کی درست ترتیح قارین کی خدمت میں پیش کی گئی ہے۔

یہ مضمون الگ تحقیق کا متقاضی ہے کہ عقیدہ نسخ منسوخ میں مندرجہ ذیل حضرات کا کتنا ہاتھ ہے:

(1) دشمنانِ اسلام جو مسلمان بن کر مسلمانوں کی صفوں میں گھسے جنہیں یہ جرات نہ ہو سکی کہ کوئی ایسی روایت گھڑ پاتے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ فلاں آیت کو فلاں آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔

(2) اسلام جب سیاسی اسلام بنا اس وقت کن سیاسی مولویوں نے اسی طرح مسلمان بادشاہوں کے غیر مسلموں پر ہونے والے ظلم کو جائز قرار دینے کے لئے نسخ منسوخ کا فائدہ اٹھایا جیسے عیسائی پوپ مسیحی بادشاہوں کے ظلم کو جائز قرار دینے کے لئے مسیحیت کا حلیہ بگاڑتے رہے۔

(3) نادان مسلمانوں کا کتنا عمل دخل ہے۔

دو آیات کو متعارض سمجھ کر ایک کو منسوخ اور ایک کو ناسخ قرار دینا یا سیاسی اسلام میں غیر مسلموں پر ظلم کرنے کے لئے عمداً نسخ منسوخ قائم کرنے کا عمل سراسر اسلام، آنحضرت ﷺ اور قرآن حکیم پر ظلم ہے۔ اس لئے قرآن شریف میں نسخ منسوخ سے انکار کرتے ہوئے ایسی آیات کی تعداد کو گھٹانے کا عمل کفر نہیں ہو سکتا ورنہ حضرت ابو مسلم اصفہانیؒ پر کیا فتویٰ دیا جائے گا جنہوں نے شدت سے اس عقیدے کا انکار کیا ہے۔ مجدد نویں صدی ہجری حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ کے متعلق کیا فتویٰ ہوگا جو یہ تعداد گھٹا کر 20 تک لے آئے۔ مجدد بارہویں صدی ہجری حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ پر کیا فتویٰ ہے جو یہ تعداد 20 سے 5 پر لے آئے؟ آپؒ لکھتے ہیں: ’’میرے نزدیک قرآن میں منسوخ آیات کی تعداد صرف پانچ (5) ہے۔‘‘

(الفوز الکبیر فی اصول التفسیر صفحہ 73)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نے وہ پانچ آیات بھی حل کر دیں تاہم وہ میرے اس مضمون کا حصہ نہیں ہیں۔

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ فرماتے ہیں: ’’مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰیَۃٍ اَوۡ نُنۡسِہَا نَاۡتِ بِخَیۡرٍ مِّنۡہَاۤ اَوۡ مِثۡلِہَا یعنی کوئی آیت ہم منسوخ یا منسی نہیں کرتے جس کے عوض دوسری آیت ویسی ہی یا اس سے بہتر نہیں لاتے۔ پس اس آیت میں قرآن کریم نے صاف فرمادیا ہے کہ نسخ آیت کا آیت سے ہی ہوتا ہے اسی وجہ سے وعدہ دیا ہے کہ نسخ کے بعد ضرور آیت منسوخہ کی جگہ آیت نازل ہوتی ہے۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 2 صفحہ 225)

جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ لکھتے ہیں: ’’جو لوگ قرآن کریم میں نسخ قرار دیتے ہیں۔ وہ اس کے ثبوت کے طور پر اس قسم کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہو کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ فلاں آیت منسوخ ہے۔ یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں آیت منسوخ کر دی ہے یا لوگ آپ ﷺ کی مجلس میں آئے ہوں اور آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ آج رات یہ آیت منسوخ ہوگئی ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 365 نیا ایڈیشن)

اب چلتے ہیں ان آیات کی طرف جن سے سمجھا گیا ہے کہ نسخ باقاعدہ قرآن حکیم میں ہوا ہے اور قرآن حکیم سے ہی ثابت ہے۔

نوٹ: جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا قرآن حکیم کا ترجمہ اس مضمون میں لیا گیا ہے۔

سب سے پہلے اس ضمن میں سورۃ البقرۃ کی آیت 107 کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ میں دانستہ آیات 106 اور 107 پیش کر رہا ہوں:

مَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَلَا الۡمُشۡرِکِیۡنَ اَنۡ یُّنَزَّلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ یَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ (ع ۱۰) مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰیَۃٍ اَوۡ نُنۡسِہَا نَاۡتِ بِخَیۡرٍ مِّنۡہَاۤ اَوۡ مِثۡلِہَا ؕ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (۱۰۸)

ترجمہ: اہل کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا وہ ہرگز پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمہارے ربّ کی طرف سے کوئی خیر اُتاری جائے حالانکہ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ جو آیت بھی ہم منسوخ کر دیں یا اُسے بھلا دیں، اُس سے بہتر یا اُس جیسی ضرور لے آتے ہیں۔ کیا تُو نہیں جانتا کہ اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے؟

قائلینِ نسخ اگر اس آیت نمبر 107 کا سیاق دیکھ لیتے تو کبھی بھی یہاں آیت سے قرآن کی آیت مراد نہ لیتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: ’’یہاں نسخ آیات کے ذکر کا موقع ہی کیا تھا۔ یہاں تو یہودیوں کی کتاب کا ذکر ہو رہا ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم اپنی ہی کتاب مانیں گے۔ پس اگر یہاں نسخ کا ہی ذکر تسلیم کیا جائے تو پھر اس آیت کے یہ معنے ہونگے کہ یہاں صُحفِ ماضیہ کے نسخ کا ذکر ہے۔ یعنی تورات وغیرہ کا۔ مگر مفسّرین کہتے ہیں یہاں قرآن کریم کے نسخ کا ذکر ہے۔ حالانکہ اس بات کا پہلے مضمون کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں۔ پہلے یہ مضمون ہے کہ یہود کہتے ہیں ہم خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں کے وارث ہیں ہم اپنے نبیوں کے کلام کو مانتے ہیں۔ غیر کے کلام کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اس پر خدا تعالیٰ نے اُن کے سامنے یہ کیا دلیل پیش کی کہ میرا قرآن بھی منسوخ ہو جاتا ہے اور بُھلا بھی دیا جاتا ہے اس لئے تم اسے مان لو۔

حقیقت یہ ہے کہ مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰیَۃٍ اَوۡ نُنۡسِہَا نَاۡتِ بِخَیۡرٍ مِّنۡہَاۤ اَوۡ مِثۡلِہَا میں قرآن کریم کی آیات کے منسوخ ہونے کا کہیں ذکر نہیں۔ بلکہ جیسا ترتیب مضمون سے ظاہر ہے پچھلی آیات میں یہود کے متعلق یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کسی قسم کی خیر نازل ہو۔ اور سب سے بڑی خیر الہام الٰہی ہے۔ پس اس آیت میں کوئی ایسا ہی ذکر ہو سکتا ہے جو پچھلی آیات کے مطابق ہو۔ کوئی مضمون بلا تعلق نکالنا کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا اور وہ مضمون یہی ہے کہ یہود تو پسند نہیں کرتے کہ تم پر کوئی خیر نازل ہو لیکن اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے فضل کرتا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 367، 368 نیا ایڈیشن)

قرآنِ حکیم میں نسخ منسوخ کے اثبات میں دوسری آیت سورۃ النّحل کی پیش کی جاتی ہے:

وَاِذَا بَدَّلۡنَاۤ اٰیَۃً مَّکَانَ اٰیَۃٍ ۙ وَّاللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ قَالُوۡۤا اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُفۡتَرٍ ؕ بَلۡ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ (۱۰۲)

ترجمہ: اور جب ہم کوئی آیت بدل کر اس کی جگہ دوسری آیت لے آتے ہیں، اور اللہ بہتر جانتا ہے جو وہ نازل کرتا ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ تُو محض ایک افترا کرنے والا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: ''بعض مفسرین نے اس آیت کے یہ معنے کیے ہیں کہ جب قرآن کریم کی ایک آیت منسوخ کر کے دوسری آیت نازل کی جاتی تو کفار اعتراض کرتے کہ تم جھوٹے ہو۔ اگر قرآن خدا تعالیٰ کا کلام ہوتا تو اس کی آیتیں منسوخ کیوں ہوتیں۔ (تفسیر قرطبی زیر آیت ھذا)۔

میرے نزدیک یہ معنے درست نہیں کیونکہ تاریخ سے کوئی ایک آیت بھی ثابت نہیں ہوتی جسے بدل کر اس کی جگہ دوسری آیت رکھی گئی ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو قرآن کے سینکڑوں حفاظ جنہوں نے رسول کریم ﷺ کی زندگی میں قرآن کریم کو حفظ کر لیا تھا اس امر کی شہادت دیتے کہ پہلے ہمیں فلاں آیت کے بعد فلاں آیت یاد کروائی گئی تھی۔ لیکن اس کے بعد اسے بدل کر فلاں آیت یاد کرائی گئی۔ اس قسم کی شہادت کا نہ ملنا بتاتا ہے کہ اس بارہ میں جس قدر خیالات رائج ہیں ان کی بنیاد محض ظنیات پر ہے نہ کہ علم پر۔

میں اس کا منکر نہیں کہ بعض احکام زمانہ نبوی ﷺ میں بدلے گئے ہیں۔ مگر مجھے قرآن حکیم کے کسی حکم کی نسبت ثبوت نہیں ملتا کہ پہلے اور طرح ہو اور بعد میں بدل دیا گیا ہو۔ میرے نزدیک جو احکام وقتی ہوتے تھے وہ غیر قرآنی وحی سے نازل ہوتے تھے۔ قرآن کریم میں اترتے ہی نہ تھے۔ اس لئے قرآن کریم کو بدلنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی تھی۔ اس سورہ میں کلام الٰہی کی ضرورت کے دلائل بیان کئے جا رہے ہیں اور اس کے ثبوت میں پہلے انبیاء کو بھی پیش کیا گیا ہے۔ مثلاً اسی سورہ کے آٹھویں رکوع میں فرماتا ہے تَاللّٰہِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ (النحل:64) ہمیں اپنی ذات ہی کی قسم کہ جو تجھ سے پہلے قومیں گزر چکی ہیں ان میں بھی ہم رسول بھیج چکا ہیں۔ پھر رکوع 12 میں فرماتا ہے وَیَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا عَلَیْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (النحل:90) یعنی اس دن کو یاد کرو جبکہ ہم ہر قوم کے خلاف اسی قوم کا نبی گواہ بنا کر کھڑا کریں گے۔

سو اس اعتراض کو بیان کر کے اس کا جواب دیا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ اسے کس زمانہ میں کیا نازل کرنا چاہیے۔''

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 195 نیا ایڈیشن)

آیت لا اکراہ فی الدین ملاحظہ فرمائیں:

سورۃ البقرۃ آیت 257 میں ارشاد ہوا:

لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ☆ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (۲۵۷)

ترجمہ: دین میں کوئی جبر نہیں۔ یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی۔ پس جو کوئی شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مسیحِ موعودؑ اور خلفائے جماعت احمدیہ نے قیمتی نوادرات سپردِ قلم یا ارشاد فرمائے ہیں جن کی صرف ایک جھلک ہدیہ قارین کی جا رہی ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معوذ فرماتے ہیں: ''انگلستان اور فرانس اور دیگر ممالک یورپ میں یہ الزام بڑی سختی سے اسلام پر لگایا جاتا ہے کہ وہ جبر کے ساتھ پھیلا گیا ہے مگر افسوس اور سخت افسوس ہے کہ وہ نہیں دیکھتے کہ اسلام لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ کی تعلیم دیتا ہے اور انہیں نہیں معلوم کہ کیا وہ مذہب جو فتح پا کر بھی گرجے نہ گرانے کا حکم دیتا ہے کیا وہ جبر کر سکتا ہے؟ مگر اصل بات یہ ہے کہ ان ملانوں نے جو اسلام کے نادان دوست ہیں، یہ فساد ڈالا ہے۔ انہوں نے خود اسلام کی حقیقت کو سمجھا نہیں اور اپنے خیالی عقائد کی بنا پر دوسروں کو اعتراض کا موقعہ دیا۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 2 صفحہ 434)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: ''یہ عجیب بات ہے کہ اسلام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ جبر سے دین پھیلانے کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ

اسلام اگر ایک طرف جہاد کے لئے مسلمانوں کو تیار کرتا ہے جیسا کہ اس سورۃ میں وہ فرما چکا ہے کہ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ (البقرۃ: 191) یعنی تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔ تو دوسری طرف وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ یعنی جنگ کا جو حکم تمہیں دیا گیا ہے اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ لوگوں کو مسلمان بنانے کے لئے جبر کرنا جائز ہوگیا ہے بلکہ جنگ کا یہ حکم محض دشمن کے شر سے بچنے اور اس کے مفاسد کو دور کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ اگر اسلام میں جبر جائز ہوتا تو یہ کس طرح ہوسکتا تھا کہ قرآن کریم ایک طرف تو مسلمانوں کو لڑائی کا حکم دیتا اور دوسری طرف اسی سورۃ میں یہ فرما دیتا کہ دین کے لئے جبر نہ کرو۔ کیا اس کا واضح الفاظ میں یہ مطلب نہیں کہ اسلام دین کے معاملہ میں دوسروں پر جبر کرنا کسی صورت میں بھی جائز قرار نہیں دیتا؟ پس یہ آیت دین کے معاملہ میں ہر قسم کے جبر کو نہ صرف ناجائز قرار دیتی ہے بلکہ جس مقام پر یہ آیت واقع ہے اس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام جبر کے بالکل خلاف ہے۔ پس عیسائی مستراقین کا یہ اعتراض بالکل غلط ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ غیر مذاہب والوں کو اسلام میں داخل کرنے کا حکم دیتا ہے حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہی وہ سب سے پہلا مذہب ہے جس نے دنیا کے سامنے یہ تعلیم پیش کی کہ مذہب کے معاملہ میں ہر شخص کو آزادی حاصل ہے اور دین کے بارہ میں کسی پر کوئی جبر نہیں۔

اسی طرح فرماتا ہے وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (البقرۃ:191) یعنی دین کی لڑائی ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ مگر یہ خیال رکھنا کہ زیادتی نہ کر بیٹھو۔ پس جبکہ اسلام صرف ان لوگوں سے دینی جنگ کرنے کا حکم دیتا ہے جو دین کے نام سے مسلمانوں سے جنگ کریں اور مسلمانوں کو جبراً اسلام سے پھیرنا چاہیں۔ اور ان کے متعلق بھی یہ حکم دیتا ہے کہ زیادتی نہ کرو بلکہ اگر وہ باز آجائیں تو تم بھی اس قسم کی لڑائی کو چھوڑ دو تو پھر یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ اسلام کا حکم ہے کہ غیر مذاہب والوں سے اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے جنگ کرو؟ اللہ تعالیٰ تو مختلف مذہبوں کے مٹانے کے لئے نہیں بلکہ مختلف مذاہب کی حفاظت کے لئے جنگ کا حکم دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (الحج:40-41) یعنی ان لوگوں کو جن سے جنگ کی جاتی ہے جنگ کی اس وجہ سے اجازت دی جاتی ہے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے بلاقصور نکالے گئے ہیں۔ ان کا کوئی قصور نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا ربّ ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے ذریعہ سے بعض کا ہاتھ نہ روکتا تو مسیحیوں کے معبد اور راہبوں کے خلوت خانے اور یہود کی عبادتگاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے گرا دی جاتیں۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا جو اس کے دین کی تائید کرے گا اور اللہ تعالیٰ بہت طاقتور اور غالب ہے۔ یہ آیات کس قدر کھلے الفاظ میں بتاتی ہیں کہ مذہبی جنگیں تبھی جائز ہیں جبکہ کوئی قوم رَبُّنَا اللّٰهُ کہنے سے روکے۔ یعنی دین میں دخل دے اور چاہے کہ دوسری اقوام کے معابد گرائے جائیں اور ان سے ان کا مذہب چھڑوایا جائے یا ان کو قتل کیا جائے۔ ایسی صورت میں اسلام اس قوم سے جنگ کی اجازت دیتا ہے۔ کیونکہ اسلام دنیا میں بطور شاہد اور محافظ کے آیا ہے نہ کہ بطور جابر اور ظالم کے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 443 تا 446 نیا ایڈیشن)

جماعت احمدیہ کے موجودہ امام اور سلسلہ احمدیہ کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 16 ستمبر 2016ء کے کینیڈین پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اس وقت جبکہ دنیا بھر میں اسلام کا خوف بڑھ رہا ہے، میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اسلام ایسا نہیں ہے جیسا آپ میڈیا میں سنتے یا دیکھتے ہیں۔ جتنا مجھے اسلام کا علم ہے وہ تو یہی ہے کہ اسلام کی تعلیمات اس کے نام کے موافق ہیں۔ اسلام کے لفظ کا مطلب ہی امن، محبت اور ہم آہنگی ہے اور اس کی تمام تعلیمات انہی اعلیٰ اقدار کے گرد گھومتی ہیں۔ یہ جگہ جہاں آپ نے مجھے بڑی جرات سے بلایا ہے یہ کوئی مذہبی جگہ نہیں اور ہوسکتا ہے کہ اکثر آپ میں سے مذہب میں ذاتی دلچسپی نہ رکھتے ہوں۔ لیکن بطور قانون ساز آپ کو بعض اوقات ایسے معاملات پیش آتے ہونگے جن کا اثر مذہبی لوگوں پر ہوتا ہے۔ اس تناظر میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت 257 میں واضح فرماتا ہے کہ ’’دین میں کوئی جبر نہیں‘‘۔ کیا ہی واضح اور جامع تعلیم ہے جو اپنے اندر آزادی

ضمیر، آزادی مذہب اور آزادی فکر لئے ہوئے ہے۔ پس میرا ایمان ہے اور یہی میری تعلیم ہے کہ ہر انسان کو چاہے وہ کسی بھی ملک، شہر، قصبے یا گاؤں سے تعلق رکھتا ہو مذہب اختیار کرنے اور اس پر عمل کرنے کا بنیادی حق حاصل ہے اور پھر ہر فرد کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ پُر امن طریق پر اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکے۔''

(روزنامہ الفضل 10 نومبر 2016ء صفحہ 2)

نوٹ: اصل خطاب انگریزی میں ہے۔ جہاں جہاں حضرت صاحب نے اسلام کا لفظ استعمال فرمایا ہے امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء کی وجہ سے الفضل میں قوسین میں دین یا دین حق دیا گیا ہے تاہم میں نے یوٹیوب پر اصل خطاب کا متعلقہ حصہ سننے کے بعد اسلام ہی لکھا ہے۔

پس جس نے بھی ایسا سمجھا کہ قرآن حکیم قرآنی آیات میں نسخ منسوخ کا قائل ہے اس نے ٹھوکر کھائی۔ جب یہی ثابت ہو گیا کہ یہ عقیدہ ہی سرے سے غلط ہے تو یہ دعویٰ خود بخود باطل قرار پایا کہ قرآن حکیم کی آیت لَآ اِكۡرَاهَ فِي الدِّيۡنِ منسوخ ہے۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ جو جماعت یعنی جماعت احمدیہ آج نسخ منسوخ کے عقیدے کی ناسخ ہے اسی کے متعلق جھوٹ بولا جاتا ہے کہ ان کا قرآن ہی کوئی اور ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام غلطی خوردہ طبقات کو ہدایت دے۔ آمین۔

# سانحہ ارتحال

(۱) مجلس انصار اللہ گوتھن برگ کے ایک دیرینہ خادمِ دین مکرم جاوید اقبال راجپوت صاحب ۲۵ مارچ ۲۰۲۳ء بروز ہفتہ بعمر ستتر سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون

مرحوم جماعت سویڈن میں بطور سیکرٹری اشاعت اور سیکرٹری سمعی و بصری خدمات سرانجام دیتے رہے نیز اس کے علاوہ مختلف انواع کی جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ مسجد ناصر گوتھن برگ میں پینٹنگ کا کام بھی سرانجام دیا جو کہ بہت محنت طلب تھا۔

اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب ان کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

(۲) مجلس انصار اللہ گوتھن برگ کے ایک نہایت ہی نیک اور بزرگ مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب ۱۹ مئی ۲۰۲۳ء کو بعمر ۸۹ سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون

مرحوم صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام مکرم چوہدری خدابخش صاحبؓ کے بیٹے تھے۔ قادیان کے رہنے والے تھے۔ مرحوم موصی تھے اور بطور نیشنل سیکرٹری ضیافت جماعت میں کام کرتے رہے۔

اپنے پیچھے چار بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ تدفین جماعتی قبرستان Billdal میں ہوئی۔ احباب ان کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

مجلس انصار اللہ سویڈن مرحومین کے اہلِ خانہ کے غم میں برابر کی شریک ہے اور ان کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا گو ہے۔

محمود مجیب اصغر

# قرآن میں جہاد کی اقسام

(انجینئر محمود مجیب اصغر سویڈن)

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ غیر مسلم قرآن حکیم کے جہاد کو صرف جہاد بالسیف سمجھتے ہیں۔اس غلط فہمی کے ازالے کے لئے یہ مضمون لکھا گیا تا کہ واضح ہو کہ قرآن حکیم میں جہاد بالسیف جہاد کی اقسام میں سے ایک ہے۔مزید برآں حضرت مسیحِ موعودؑ کے ظہور کے بعد یضع الحرب کے تحت جہاد بالسیف ملتوی ہے۔

جہاد کا مضمون قرآن کریم میں مختلف مقامات پر پھیلا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ط ھُوَ اجْتَبٰکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ ط ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ o مِنْ قَبْلُ وَفِیْ ھٰذَا لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَھِیْدًا عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ o فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ ط ھُوَ مَوْلٰکُمْ ج فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ (الحج:79)

ترجمہ: اور اللہ کے تعلق میں جہاد کرو جیسا کہ اس کے جہاد کا حق ہے۔اس نے تمہیں چن لیا ہے اور تم پر دین کے معاملات میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔ یہی تمہارے باپ ابراہیم کا مذہب تھا۔اُس (یعنی اللہ) نے تمہارا نام مسلمان رکھا (اس سے) پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی تا کہ رسول تم سب پر نگران ہو جائے اور تا کہ تم تمام انسانوں پر نگران ہو جاؤ۔پس نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لو۔وہی تمہارا آقا ہے۔پس کیا ہی اچھا آقا اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

جہاد کے متعلق یہ بنیادی آیت ہے۔

جہاد بالنفس جہادِ اکبر ہے۔

جہاں تک جہاد کی اقسام کا تعلق ہے۔سب سے بڑا جہاد یا جہادِ اکبر تو اصلاح نفس ہے۔یعنی جہاد بالنفس جیسا کہ فرمایا: وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ (العنکبوت:70)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ہمارے بارہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے اور یقیناً اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”خدایابی اور خداشناسی کے لئے ضروری امر یہی ہے کہ انسان دعاؤں میں لگا رہے۔زنانہ حالت اور بزدلی سے کچھ نہیں ہوتا اس راہ میں مردانہ قدم اُٹھانا چاہیئے۔ہر قسم کی تکلیفوں کے برداشت کرنے کو تیار ہونا چاہیئے خدا تعالیٰ کو مقدم کر لے اور گھبرائے نہیں۔پھر امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل دستگیری کرے گا اور اطمینان عطا فرمائے گا۔ان باتوں کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان تزکیہ نفس کرے۔جیسا کہ فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا“

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 8 صفحہ 276،277)

”آیت قرآنی قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا کا ترجمہ اردو میں ایک دفعہ سوچتا تھا تو یہ شعر لکھا گیا

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے ۔۔۔ کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 8 صفحہ 278،279)

پھر حضورؓ فرماتے ہیں:

’’مٹی کے برابر ہوگیا وہ شخص جس نے نفس کو آلودہ کرلیا یعنی جوزمین کی طرف جھک گیا۔ گویا یہ ایک ہی فقرہ قرآن کریم کی ساری تعلیم کا خلاصہ ہے۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 8 صفحہ 277)

جہاد بالنفس کے متعلق ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’بموجب تعلیم قرآن شریف ہمیں یہ امر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اپنے کرم، رحم، لطف اور مہربانیوں کے صفات بیان کرتا ہے اور رحمٰن ہونا ظاہر کرتا ہے اور دوسری طرف فرماتا ہے کہ: اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (النجم:40) اور وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا فرما کر اپنے فیض کو سعی اور مجاہدہ میں منحصر فرماتا ہے نیز اس میں صحابہ رضہ اللہ کا طرزِ عمل ہمارے واسطے ایک اسوہ حسنہ اور عمدہ نمونہ ہے۔ صحابہؓ کی زندگی میں غور کرکے دیکھو بھلا انہوں نے محض معمولی نمازوں سے ہی وہ مدارج حاصل کر لئے تھے؟ نہیں۔ بلکہ انہوں نے تو خدا کی رضا کے حصول کے واسطے اپنی جانوں تک کی پرواہ نہیں کی اور بھیڑ بکریوں کی طرح خدا کی راہ میں قربان ہوگئے جب جا کر کہیں ان کو یہ رتبہ حاصل ہوا تھا۔ اکثر لوگ ہم نے ایسے دیکھے ہیں وہ یہی چاہتے ہیں کہ ایک پھونک مار کر ان کو وہ درجات دلا دیئے جاویں اور عرش تک ان کی رسائی ہوجاوے۔

ہمارے رسول اکرم ﷺ سے بڑھ کر کون ہوگا۔ وہ افضل البشر، افضل الرسل والانبیاء تھے جب انہوں نے ہی پھونک سے وہ کام نہیں کئے تو اور کون ہے جو ایسا کرسکے۔ دیکھو آپ نے غارِ حراء میں کیسے کیسے ریاضات کئے۔ خدا جانے کتنی مدت تک تضرعات اور گریہ وزاری کیا کئے۔ تزکیہ کے لئے کیسی کیسی جانفشانیاں اور سخت سے سخت محنتیں کیا کئے جب جا کر کہیں خدا کی طرف سے فیضان نازل ہوا۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 6 صفحہ 286، 287)

جہاد بالقرآن جہادِ کبیر ہے:

فرمایا فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (الفرقان:53)

ترجمہ: پس کافروں کی پیروی نہ کر اور اس (قرآن) کے ذریعہ ان سے ایک بڑا جہاد کر۔

حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر صغیر میں اس آیت کا ترجمہ کیا ہے۔

ترجمہ: پس تو کافروں کی بات نہ مان اور اس (قرآن) کے ذریعہ سے ان سے بڑا جہاد کر۔

حاشیہ میں حضورؓ لکھتے ہیں:

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ میں جو فرمایا لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ یہ پہلا حکم ہے۔ حالانکہ سورۃ الفرقان بھی مکّی ہے اور اس میں بھی صاف فرمادیا ہے کہ کافروں کی بات کبھی نہیں ماننی اور قرآن کریم سے ان کا ردّ کرنا ہے۔ اس قسم کی کھلی آیات کے موجود ہوتے ہوئے یہ سمجھنا کہ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ کی سورۃ اس لیے نازل ہوئی کہ کفارِ مکّہ نے یہ پیش کیا تھا کہ کبھی ہم تمھارے خدا کی عبادت کرلیں گے۔ اور کبھی تم ہمارے معبودوں کی عبادت کرلیا کرو۔ جس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں سوچ کر اور خدا تعالیٰ سے ہدایت طلب کر کے جواب دوں گا۔ کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔ جب جواب سورۃ فرقان اور بہت سی مکّی سورتوں میں موجود تھا تو رسول کریم ﷺ کے لیے سوچنے اور مہلت مانگنے کا کیا سوال تھا۔ قرآن مجید صاف طور پر کہہ چکا تھا کہ کفار کے دین کے کسی حصّہ کو تسلیم نہیں کرنا بلکہ قرآنی تعلیم کے ذریعہ سے ان کے کفر کی تعلیم کو ملیا میٹ کردیا ہے۔‘‘

(تفسیر صغیر حاشیہ صفحہ 463)

پس تبلیغِ قرآن جہادِ کبیر ہے۔

جہاد بالسیف (دفاعی جنگیں):

اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡاؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ الَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ط وَ لَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَہُمۡ بِبَعۡضٍ لَّہُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذۡکَرُ فِیۡہَا اسۡمُ اللّٰہِ کَثِیۡرًا ط وَ لَیَنۡصُرَنَّ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ ط اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ (الحج:40,41)

ترجمہ: (یعنی) وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا ربّ ہے۔ اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع اُن میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھِڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ ضرور اُس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

عیسیٰ مسیح کردے گا جنگوں کا التوا:

کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِتَالُ وَ ہُوَ کُرۡہٌ لَّکُمۡ ج وَ عَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَہُوۡا شَیۡئًا وَّ ہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ج وَ عَسٰۤی اَنۡ تُحِبُّوۡا شَیۡئًا وَّ ہُوَ شَرٌّ لَّکُمۡ ط وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ (البقرہ:217)

ترجمہ: تم پر قتال فرض کر دیا گیا ہے جب کہ وہ تمہیں ناپسند تھا۔ اور بعید نہیں کہ تم ایک چیز ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو۔ اور ممکن ہے کہ ایک چیز تم پسند کرو لیکن وہ تمہارے لئے شر انگیز ہو۔ اور اللہ جانتا ہے جب کہ تم نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر کے مطابق جہاد بالسیف عیسیٰ مسیح (حضرت مسیح موعودؑ) کی بعثت تک جائز رہا اور سورۃ محمد آیت 5 کے مطابق ملتوی کر دیا گیا اور قلم نے سیف کی جگہ لے لی۔

سورۃ محمد 5 میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

فَاِذَا لَقِیۡتُمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَضَرۡبَ الرِّقَابِ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَثۡخَنۡتُمُوۡہُمۡ فَشُدُّوا الۡوَثَاقَ ☆ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعۡدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰی تَضَعَ الۡحَرۡبُ اَوۡزَارَہَا

ترجمہ: پس جب تم ان لوگوں سے بھڑ جاؤ جنہوں نے کفر کیا تو گردنوں پر وار کرنا یہاں تک کہ جب تم ان کا بکثرت خون بہا لو تو مضبوطی سے بندھن کسو۔ پھر بعد ازاں احسان کے طور پر یا فدیہ لے کر آزاد کرنا یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ''گورنمنٹ انگریزی اور جہاد'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''تیرہ سو برس ہوئے کہ مسیح موعودؑ کی شان میں آنحضرت ﷺ کے منہ سے کلمہ یضع الحرب جاری ہو چکا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ مسیح موعودؑ جب آئے گا تو لڑائیوں کا خاتمہ کر دے گا اور اسی کی طرف اشارہ اس قرآنی آیت کا ہے حَتّٰی تَضَعَ الۡحَرۡبُ اَوۡزَارَہَا یعنی اس وقت تک لڑائی کرو جب تک کہ مسیح کا وقت آجائے یہی تَضَعَ الۡحَرۡبُ اَوۡزَارَہَا ہے دیکھو صحیح بخاری موجود ہے جو قرآن شریف کے بعد اصح الکتب مانی گئی ہے۔ اس کو غور سے پڑھو۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 7 صفحہ 220)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سیّدِ کونین مصطفےٰ
عیسٰی مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 77، 78)

جہاد بالقلم:

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بہ حجّت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 225)

اللہ تعالیٰ سورۃ الحدید آیت 26 میں فرماتا ہے:

وَاَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ فِیۡہِ بَاۡسٌ شَدِیۡدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ

ترجمہ: اور ہم نے لوہا اُتارا جس میں سخت لڑائی کا سامان اور انسانوں کے لئے بہت سے فوائد ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

(بیان کیا گیا کہ آیت (زیرِ تفسیر) سے معلوم ہوتا ہے کہ حدید نے اپنا فعل بَاۡسٌ شَدِیۡدٌ کا تو آنحضرت صلعم کے وقت کیا کہ اس سے سامان جنگ وغیرہ تیار ہو کر کام آتا تھا مگر اس کے فعل مَنَافِعُ لِلنَّاسِ کا وقت یہ مسیح اور مدری کا زمانہ ہے۔ میں بھی سارے مضمون لوہے کے قلم ہی سے لکھتا ہوں۔ مجھے بار بار قلم بنانے کی عادت نہیں ہے۔ اس لئے لوہے کے قلم استعمال کرتا ہوں۔ آنحضرت نے لوہے سے کام لیا ہم بھی لوہے ہی سے لے رہے ہیں اور وہی لوہے کی قلم تلوار کا کام دے رہی ہے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 7 صفحہ 371)

## عہدہ بھی ایک عہد ہے

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے عہدیداران کو، کارکنان کو کہ عہدہ بھی ایک عہد ہے، خدمت بھی ایک عہد ہے جو خدا اور اس کے بندوں سے ایک کارکن، ایک عہدیدار، اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے کرتا ہے۔ اگر ہر عہدیدار یہ سمجھنے لگ جائے کہ نہ صرف قول سے بلکہ دل کی گہرائیوں سے اس بات پر قائم ہو کہ خدمت دین ایک فضل الٰہی ہے۔ میری غلط سوچوں سے یہ فضل مجھ سے کہیں چھن نہ جائے تو ہماری ترقی کی رفتار اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی گنا بڑھ سکتی ہے۔ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے، ایک سوچنے کا مقام ہے کہ امانت ایمان کا حصہ ہے، اگر امانت کی صحیح ادائیگی نہیں کر رہے، اگر اپنے عہد پر صحیح طرح کاربند نہیں، جو حدود تمہارے لئے متعین کی گئی ہیں ان میں رہ کر خدمت انجام نہیں دے رہے تو اس حدیث کی رُو سے ایسے شخص میں دین ہی نہیں اور دین کو درست کرنے کے لئے اپنی زبان کو درست کرنا ہوگا۔ اور فرمایا کہ زبان اس وقت تک درست نہ ہوگی جب تک دل درست نہ ہوگا۔ اور پھر ایک کڑی سے دوسری کڑی ملتی چلی جائے گی۔ تو حسین معاشرے کو قائم رکھنے کے لئے ان تمام امور کی درستگی ضروری ہے۔

ایک بات اور واضح ہو کہ صرف منہ سے یہ کہہ دینے سے کہ میرا دل درست ہے، کافی نہیں۔ ہر وقت ہم میں سے ہر ایک کے ذہن میں یہ بات رہنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ دلوں کا حال جانتا ہے۔ وہ ہماری پاتال تک سے واقف ہے۔ وہ سمیع و بصیر ہے اس لئے اپنے تمام قبلے درست کرنے پڑیں گے۔ تو خدمت دین کرنے کے مواقع بھی ملتے رہیں گے۔ تو یہ تقویٰ کے معیار قائم رہیں گے تو نظام جماعت بھی مضبوط ہوگا اور ہوتا چلا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ

## تقویٰ کے ساتھ کام کرنے والوں کے لئے بشارت

ایسے عہدیدار جو پورے تقویٰ کے ساتھ خدمت سرانجام دیتے ہیں اور دے رہے ہیں ان کے لئے ایک حدیث میں جو مَیں پڑھتا ہوں، ایک خوشخبری ہے۔ حضرت ابوموسیٰ ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ مسلمان جو مسلمانوں کے اموال کا نگران مقرر ہوا اگر وہ امین اور دیانتدار ہے اور جو اسے حکم دیا جاتا ہے اسے صحیح صحیح نافذ کرتا ہے اور جسے کچھ دینے کا حکم دیا جاتا ہے اسے پوری بشاشت اور خوش دلی کے ساتھ اس کا حق سمجھتے ہوئے دیتا ہے تو ایسا شخص بھی عملاً صدقہ دینے والے کی طرح صدقہ دینے والا شمار ہوگا۔ ((مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اجر الخازن الامین والمراۃ)

تو دیکھیں نیکی سے کس طرح نیکیاں نکلتی چلی جا رہی ہیں۔ خدا کی جماعت کی خدمت کا موقع بھی ملا، خدا کی مخلوق کی خدمت کا موقع بھی ملا، حکم کی پابندی کر کے، امانت کی ادائیگی کر کے، صدقے کا ثواب بھی کما لیا۔ بلاؤں سے بھی اپنے آپ کو محفوظ کر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہوگئی۔

# اسلامی جہاد کی حقیقت

محمد حمید کوثر ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد، تعلیم القرآن وقف عارضی

(ماخوذ از تقریر بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۳ء)

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا o (الفرقان:۵۳)

لَآاِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (البقرہ:۲۵۷)

وَمَآاَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ o (الانبیاء:۱۰۸)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال

دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

(روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۷۷)

دین اسلام ایک مکمل و کامل دین ہے۔ انسانی زندگی میں پیش آنے والے تمام حالات و مسائل کا حل اس میں موجود ہے۔ یہ ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے ہر میدان میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔ اُسے یہ سکھاتا ہے کہ اُس کی پیدائش کی غرض کیا ہے اُس نے کس کی اور کیسے عبادت کرنی ہے۔ اُسے اِس دنیا میں زندگی گزارنے کے لئے کون سے اصول وقوانین پر عمل پیرا ہونا ہوگا۔ اسلام اپنے متبعین کو یہ بھی بتاتا ہے کہ امن سے رہنے اور اُسے قائم رکھنے کے کیا اصول ہیں۔ اور اِس سے بھی باخبر کرتا ہے کہ اگر کسی وقت تم پر جنگ مسلط کی جائے تو تمہیں اپنا دفاع کن حالات میں اور کن قوانین کو ملحوظ رکھتے ہوئے کرنا ہے۔

مذہب اسلام، سلامتی فراہم کرنے والا مذہب ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُؤْمِنُ اٰمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَآئِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ (مشکوۃ کتاب الایمان) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے امن پسند لوگ محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے مال اور جانیں محفوظ رہیں۔ اسلام کے بانی سیدنا محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اسلام کی بنیادی تعلیم لَآاِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ہے، یعنی دین کے معاملے میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (الکھف:۳۰) جو چاہے مان لے جو چاہے انکار کردے۔ اگر کوئی اسلام کو قبول نہیں کرتا تو اُسے کہہ دو لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (الکافرون:۷) تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین ہے۔

افسوس اور حیرت کی بات ہے کہ اسلام جو امن وسلامتی کا مذہب ہے۔ اور وہ رسول جسے اللہ تعالیٰ نے رحمت بنا کر بھیجا مخالفین اسلام اور بعض مستشرقین کی طرف سے اس مذہب کو دہشت اور من گھڑت تفسیریں کرکے اُسے بدنام کرنے کی کوشش اب تک جاری ہے۔ واضح ہو کہ ''جہاد'' عربی زبان کا لفظ ہے جو جَهْدٌ سے بنا ہے، جس کے معنے مشقت برداشت کرنا ہے۔ اور جہاد کے معنے ہیں، کسی کام کے کرنے میں پوری کوشش کرنا اور کسی قسم کی کمی نہ چھوڑنا۔ ہم اردو میں بھی کہتے ہیں جدوجہد کرنا۔ قرآن مجید اور احادیث میں جہاد کی بہت سی قسمیں بیان ہوئی ہیں۔

حدیث میں آتا ہے عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ رَجَعَ مِنْ بَعْضِ غَزْوَاتِهٖ فَقَالَ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْجِهَادُ الْاَكْبَرُ قَالَ وَهِيَ مُجَاهِدَةُ النَّفْسِ.

(ردالمختار الدر المختار ج ۳ صفحہ ۲۳۵)

ایک دفعہ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ ایک جنگ سے واپس لوٹ رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ ہم سب سے چھوٹے جہاد یعنی جنگ سے واپس آرہے ہیں اور سب سے بڑے جہاد (جہاد کبیر) یعنی مجاہدہ نفس کی طرف جارہے ہیں...... ایک دوسری حدیث میں ہے اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ (مشکوۃ کتاب الایمان) مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں اپنے نفس کو مشقت میں ڈالتا ہے۔

پہلے درجے کا جہاد وہ ہے جو انسان اپنے نفس کے خلاف کرتا ہے۔ اسلام میں سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو گناہوں اور پاپوں سے بچائے، نیک اور اچھے کام کرے اور جب ایک مسلمان اپنے آپ کو پاک کر لیتا اور باعمل بن جاتا ہے تو اُسے دوسرے درجے کا جہاد (جہادِ کبیر) کرنے کا حکم ہے۔ جیسا کہ فرمایا: جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (الفرقان:۵۳) تو قرآن مجید کی تعلیمات کو دوسروں تک پیار و محبت، دلائل و براہین سے پہنچا۔ جماعت احمدیہ کے اکثر افراد بفضلہ تعالیٰ دن رات جہادِ کبیر میں مصروف ہیں۔ تیسرے درجے کا جہاد سب سے چھوٹا جہاد (جہادِ اصغر) کہلاتا ہے۔ یہ صرف اُس وقت کرنے کی اجازت ہے جب کہ مسلمان رَبُّنَا اللّٰهُ کہنے کی وجہ سے ظلم کئے جائیں۔ اور ایسی حالت میں اگر مسلمان چھوٹا جہاد کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ (الحج:۴۰) (یقیناً اللہ اُن کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے) آج کے جو مسلمان اور اُن کے مولوی جہاد، جہاد کا نعرہ لگا کر معصوم انسانوں کو قتل کرتے اور کرواتے ہیں۔ اِس کا اُس جہاد سے دور کا تعلق نہیں جسے قرآنی جہاد کہا جاتا ہے۔ اگر یہ قرآنی جہاد ہوتا تو ضرور اللہ تعالیٰ انہیں غلبہ و فتح عطا کرتا۔ پچھلے ایک سو سال میں اُن کی ہر میدان میں شکست وہزیمت اس بات کا واضح اشارہ ربانی ہے کہ یہ قرآن کا جہاد نہیں۔ اگر یہ وہ ہوتا تو انہیں ضرور فتح نصیب ہوتی۔ پھر سیدنا محمد ﷺ کا واضح فرمان ہے۔ مسلم و مومن وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگوں کے جان و مال محفوظ رہیں۔ اگر آج اپنے آپ کو مسلمان مومن کہلانے والوں کے ہاتھوں کہیں معصوم انسانوں کا قتل ہوتا ہے تو وہی بتائیں کہ اس فرمان رسول ﷺ کا کیا مطلب ہے؟ پس ثابت ہوا کہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے مطابق مسلمان اور مومن تو ایسا کرے گا نہیں۔ اگر کوئی کرتا ہے تو پھر وہ کسی اسلام دشمن طاقتوں کے اشارے پر اسلام اور حقیقی مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے ایسا کرے گا۔

## حج کے لئے راستہ کا امن شرط ہے

## حج پر نہ جانے کے اعتراض پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جواب

ایک شخص نے عرض کی کہ مخالف مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا صاحب حج کو کیوں نہیں جاتے؟ فرمایا:

یہ لوگ شرارت کے ساتھ ایسا اعتراض کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ دس سال مدینہ میں رہے۔ صرف دو دن کا راستہ مدینہ اور مکہ میں تھا مگر آپ نے دس سال میں کوئی حج نہ کیا۔ حالانکہ آپ سواری وغیرہ کا انتظام کر سکتے تھے۔ لیکن حج کے واسطے صرف یہی شرط نہیں کہ انسان کے پاس کافی مال ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ کسی قسم کے فتنہ کا خوف نہ ہو۔ وہاں تک پہنچنے اور امن کے ساتھ حج ادا کرنے کے وسائل موجود ہوں۔ جب وحشی طبع علماء اس جگہ ہم پر قتل کا فتویٰ لگا رہے ہیں اور گورنمنٹ کا بھی خوف نہیں کرتے تو وہاں یہ لوگ کیا نہ کریں گے لیکن ان لوگوں کو اس امر سے کیا غرض ہے کہ ہم حج نہیں کرتے۔ کیا اگر ہم حج کریں گے تو وہ ہم کو مسلمان سمجھ لیں گے؟ اور ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے؟ اچھا یہ تمام مسلمان علماء اول ایک اقرار نامہ لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے اسباب آسانی کے پیدا کر دے گا تا کہ آئندہ مولویوں کا فتنہ رفع ہو۔ ناحق شرارت کے ساتھ اعتراض کرنا اچھا نہیں ہے۔ یہ اعتراض ان کا ہم پر نہیں پڑتا بلکہ آنحضرت ﷺ پر بھی پڑتا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے بھی صرف آخری سال میں حج کیا تھا

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 248 ایڈیشن 1988ء)

# قلمی جہاد حضرت سلطان القلمؐ کی تحریروں کی رُو سے

(انجینئر محمود مجیب اصغر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اگرچہ فیصلہ دعاؤں سے ہی ہونے والا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ دلائل کو چھوڑ دیا جاوے۔ نہیں دلائل کا سلسلہ بھی برابر رکھنا چاہیے اور قلم کو روکنا نہیں چاہیے۔

نبیوں کو خدا تعالیٰ نے اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ کہا ہے کیونکہ وہ ہاتھوں سے کام لیتے ہیں۔ پس چاہیے کہ تمہارے ہاتھ اور قلم نہ رُکیں اس سے ثواب ہوتا ہے۔ جہاں تک بیان اور لسان سے کام لے سکو کام لئے جاؤ اور جو جو باتیں تائید دین کے لئے سمجھ میں آتی جاویں انہیں پیش کئے جاؤ وہ کسی نہ کسی کو فائدہ پہنچائیں گی۔‘‘

(الحکم 17 فروری 1904ء تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 7 صفحہ 38، 39)

## تعارف سورۃ القلم:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یہ سورت لفظ ’’ن‘‘ سے شروع ہوتی ہے جس کا ایک معنی دوات کا ہے اور قلم سے لکھنے والے تمام اس کے محتاج رہتے ہیں۔ اور انسان کی تمام ترقیات کا دَور قلم کی بادشاہی سے شروع ہوتا ہے۔ اگر انسانی ترقی میں سے تحریر کو نکال دیا جائے تو انسان جہالتوں کی طرف لوٹ جائے اور پھر کبھی اسے کوئی علمی ترقی نصیب نہیں ہوسکتی۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ صفحہ 1060 از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

## لوہے کا قلم (PenNib):

سورۃ الحدید آیت 26 وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ (بیان کیا گیا کہ آیت (زیر تفسیر) سے معلوم ہوتا ہے کہ حدید نے اپنا فعل بَاْسٌ شَدِیْدٌ کا تو آنحضرت صلعم کے وقت کہ اس سے سامان جنگ وغیرہ تیار ہو کر کام آتا تھا مگر اس کے فعل مَنَافِعُ لِلنَّاسِ کا وقت یہ مسیح اور مہدی کا زمانہ ہے کہ اس وقت تمام دنیا حدید (لوہے) سے فائدہ اٹھا رہی ہے جیسے کہ ریل، تار، دخانی جہاز، کارخانوں اور ہر ایک قسم کے سامان لوہے سے ظاہر ہے حضرت اقدس نے اس پر فرمایا کہ) میں بھی سارے مضمون لوہے کے قلم ہی سے لکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے لوہے سے کام لیا ہم بھی لوہے ہی سے لے رہے ہیں اور وہی لوہے کی قلم تلوار کا کام دے رہی ہے۔

(البدر 26 دسمبر 1902ء تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 7 صفحہ 371)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ساری عمر قلمی جہاد میں مصروف رہے اور اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں ساری بدعات سے صاف کر کے اسلام کا چہرہ دنیا کو دکھایا۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سارے قرآن کی سمجھ اور فہم عطا کی اور آپؑ کے مدنظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل ظلیت میں تمام دنیا کی اصلاح تھی۔ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے ’’سلطان القلم‘‘ کا خطاب دیا۔

## سلطان القلم:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتاب براہین احمدیہ کے بارے میں الہام ہوا:

کِتَابُ الْوَلِیِّ 1 ذُوالْفَقَارِ عَلِیٍّ ولی کی کتاب علیؓ کی تلوار کی طرح ہے۔ یعنی مخالف کو نیست و نابود کرنے والی ہے۔ اور جیسے علیؓ کی تلوار نے بڑے بڑے خطرناک معرکوں میں نمایاں کار دکھلائے تھے ایسا ہی یہ بھی دکھلائے گی۔

اور یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ جو کتاب کی تاثیراتِ عظیمہ اور برکات عمیمہ پر دلالت کرتی ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 497 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3 روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 591، 592)

1۔ ’’ایک زمانہ ذوالفقار کا تو وہ گذر گیا کہ جب ذوالفقار علی کرّم اللہ وجہہ‘ کے ہاتھ میں تھی مگر خدا تعالیٰ پھر ذوالفقار اس امام کو دیدے گا۔ اِس طرح پر کہ اُس کا چمکنے والا ہاتھ وہ کام کرے گا جو پہلے زمانہ میں ذوالفقار کرتی تھی۔ سو وہ ہاتھ ایسا ہوگا کہ گویا وہ ذوالفقار علی کرّم اللہ وجہہ‘ ہے۔ جو پھر ظاہر ہوگئی ہے۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ امام سلطان القلم ہوگا اور اُس کی قلم ذوالفقار کا کام دے گی۔ (نعمت اللہ ولی کی ) یہ پیش گوئی کہ (ید بیضاء کہ با اوتابندہ۔ بازباذوالفقارے بینم ۔مرتب) بعینہٖ اِس عاجز کے اُس الہام کا ترجمہ ہے جو اِس وقت سے دس برس پہلے براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔ کِتَابُ الْوَلِيِّ ذُو الْفَقَارِ عَلِيٍّ ۔یعنی کتاب اِس ولی کی ذوالفقار علی کی ہے۔ یہ اِس عاجز کی طرف اشارہ ہے۔ اِسی بناء پر بار ہا اِس عاجز کا نام مکاشفات میں غازی رکھا گیا ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ کے بعض دیگر مقامات میں اِسی کی طرف اشارہ ہے۔‘‘

(نشانِ آسمانی صفحہ 15۔ روحانی خزائن جلد نمبر 4 صفحہ 375)

2۔ ’’یہ مقام دارالحرب ہے پادریوں کے مقابلے میں۔ اِس لئے ہم کو چاہیئے کہ ہرگز بیکار نہ بیٹھیں۔ مگر یاد رکھو کہ ہماری حَرب ان کے ہمرنگ ہو۔ جس قِسم کے ہتھیار لے کر میدان میں وہ آئے ہیں اُسی طرز کے ہتھیار ہم کو لے کر نکلنا چاہیئے اور وہ ہتھیار ہے قلم۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس عاجز کا نام سُلطان القلم رکھا اور میرے قلم کو ذوالفقارِ علی فرمایا۔‘‘

(کالم نمبر 2 الحکم جلد 5 نمبر 22 مورخہ 17 جون 1901ء صفحہ 2)

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 58)

آپؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

صفِ دُشمن کو کیا ہم نے بحُجّت پامال
سَیف کا کام قلم سے ہی دِکھایا ہم نے

(درثمین مع فرہنگ صفحہ 16)

آپ کے کامیاب قلمی جہاد پر ہندوستان کے نامور عالمِ دین اور صحافی کا غیر معمولی تبصرہ:

آپ کی وفات پر مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر اخبار وکیل امرتسر نے لکھا:

’’وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی اُنگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھّیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا جو شورِ قیامت ہو کر خفتگانِ خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔ دنیا سے اُٹھ گیا۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے اور مٹانے کے لئے اسے امتدادِ زمانہ کے حوالے کرکے صبر کرلیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دُنیا میں انقلاب پیدا ہو، ہمیشہ دُنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دُنیا میں انقلاب پیدا کرکے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرادیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص اُن سے جُدا ہوگیا، اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہوگیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے۔ مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کرچکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کرچکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔ غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہوکر اسلام کی طرف سے فرضِ مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اُس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ اُن کے شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے، قائم رہے گا۔

(عکسی ’’الہلال‘‘ کا دیباچہ جلد اول زیرعنوان حیاتِ ابوالکلام ناشر الہلال اکیڈیمی 32-اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور)

# مذہبی دہشت گردی کے اسباب اور اس کے خاتمہ کے لئے
# حکم و عدل حضرت مسیح موعودؑ کی احسن تجاویز

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیٹر الفضل انٹرنیشنل لندن)

اسلام کے نادان دوست:

آج ساری دنیا میں اسلام کو ایک جارحیت پسند اور دہشگرد مذہب کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ معصوم انسانوں کی ناحق خونریزیوں، خودکش بم دھماکوں اور دہشتگردی کے اکثر واقعات میں ایسے لوگ ملوث پائے جاتے ہیں جو خود کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ ان جاہل مسلمان کی مفسدانہ حرکتوں کا اسلام سے ہرگز کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ اس کے ذمہ دار وہ شر پسند اور فتنہ انگیز نام نہاد علماء اسلام ہیں جنہوں نے ''نبوت اور خلافت کے زمانہ کے بعد......مسئلہ جہاد کے سمجھنے میں...... بڑی بڑی غلطیاں کھائیں اور ناحق مخلوق خدا کو تلوار کے ساتھ ذبح کرنا دینداری کا شعار سمجھا۔'' انہوں نے اپنی دلوں کی کجی کے باعث قرآن کریم کی بعض آیات متشابہات کی غلط تسریحات کرتے ہوئے اسلامی جہاد کو فساد کا قائم مقام بنادیا اور خود ساختہ احمقانہ عقائد کو اسلام کی طرف منسوب کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی اشاعت میں تلوار کی مدد کا ہرگز محتاج نہیں بلکہ اس کی تعلیم کی ذاتی خوبیاں اور اس کے حقائق و معارف وحجج و براہین اور خدا تعالیٰ کی زندہ تائیدات اور نشانات اور اس کا ذاتی جذب ایسی چیزیں جو ہمیشہ اس کی ترقی اور اشاعت کا موجب ہوئی ہیں۔ اسلام کی تاثیرات اپنی اشاعت کے لئے کسی جبر کی محتاج نہیں ہیں۔ یہ کہنا کہ سرحدی غازی آئے دن فساد کرتے ہیں جہاد کے خیال سے یہ ایک بیہودہ بات ہے اور ان مفسدوں کو غازی کہنا سراسر نادانی اور جہالت ہے۔ اگر کوئی جاہل مسلمان ان کے ساتھ ذرا بھی ہمدردی رکھتا ہے اس خیال سے کہ وہ جہاد کرتے ہیں مَیں سچ کہتا ہوں کہ وہ اسلام کا دشمن ہے جو مفسد کا نام غازی رکھتا ہے اور اسلام کے بدنام کرنے والوں کی تعریف کرتا ہے۔ انگلستان اور فرانس اور دیگر ممالک یورپ میں الزام بڑی سختی سے اسلام پر لگایا جاتا ہے کہ وہ جبر کے ساتھ پھیلایا گیا ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ ان مُلّانوں نے جو اسلام کے نادان دوست ہیں یہ فساد ڈالا ہے۔ انہوں نے خود اسلام کی حقیقت کو سمجھا نہیں اور اپنے خیالی عقائد کی بنا پر دوسروں کو اعتراض کا موقعہ دیا۔ جو کچھ عقائد ان احمقوں نے بنا رکھے ہیں ان سے نصاریٰ کو خوب مدد پہنچی ہے۔ اگر یہ لوگ جہاد کی صورت میں دھوکہ نہ دیتے یا دھوکہ نہ کھاتے تو کسی کو اعتراض کا موقع ہی نہ مل سکتا تھا۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 176۔177 مطبوعہ لندن)

ہمہ عیسائیاں راز مقابل خود مدد دادند　　　دلیری ہا پدید آمد پرستاران میّت را

(انہوں نے اپنے عقیدہ سے تمام عیسائیوں کی مدد کی۔ اسی وجہ سے مردہ پرستوں میں بھی دلیری آ گئی۔)

مسئلہ جہاد کی غلط تفہیم:

اس زمانہ کے حکم و عدل حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تصنیف ''گورنمنٹ انگریزی اور جہاد'' اور بعض دوسری کتب میں اور اسی طرح اپنے ملفوظات میں تفصیل سے تجزیہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ:

''جہاد کے مسئلہ کی فلاسفی اور اس کی اصل حقیقت کے نہ سمجھنے کے باعث سے اس زمانہ اور ایسا ہی درمیانی زمانہ کے لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائی ہیں اور ہمیں نہایت شرمزدہ ہو کر قبول کرنا پڑتا ہے کہ ان خطرناک غلطیوں کی وجہ سے اسلام کے مخالفوں کو موقعہ ملا کہ وہ اسلام جیسے پاک اور مقدس مذہب کو جو سراسر قانون قدرت کا آئینہ اور زندہ خدا کا جلال ظاہر کرنے والا ہے مورد اعتراض ٹھہراتے ہیں۔''

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 3)

مستشرقین کا عام طور پر یہ طریق رہا ہے کہ وہ بعض مسلمان علماء کی تفاسیر اور کتب سے ہی اقتباس لے کر شائع کرتے ہیں اور پھر ان کے حوالہ سے اسلام کی تضحیک اور اس کی مخالفت کو ہوا دیتے ہیں۔

حال کے زمانہ میں اسلام کے ایسے نادان دوستوں میں سے ایک ''جماعت اسلامی'' کے بانی مولوی ابوالاعلیٰ مودودی کا نام بہت نمایاں ہے۔مودودی صاحب نے قرآن مجید اور آنحضرت ﷺ کی طرف ایسی ناحق اور ناروا باتیں منسوب کیں جب کی بازگشت مغربی مصنفین اور معاندین اسلام کی تحریروں میں صاف سنائی دیتی ہے۔چند سال قبل 1999ء میں ایک مغربی مصنف David Marshall کی ایک کتاب ''God, Muhammad and the Unbelievers-A Quranic study'' کے نام سے انگلستان میں Curzon Press سے شائع ہوئی ہے جس میں مصنف نے قرآن مجید کی مختلف آیات کو قرآن کریم کی محکم آیات کے منافی اپنی مرضی کے معنی پہناتے ہوئے اسلام کو خونی مذہب کے طور پر پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ گویا مسلمان کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ کفار کے خلاف جنگ کریں یہاں تک کہ وہ یا تو اسلام قبول کرلیں یا قتل ہو جائیں۔اور اپنے اس موقف کی تائید میں اس نے خاص طور پر مولوی ابوالاعلیٰ مودودی کے اقتباسات کو نقل کرتے ہوئے اس بات اظہار کیا ہے کہ گویا مولوی مودودی صاحب ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے قرآن کے پیغام کو صحیح طور پر سمجھا ہے۔(تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو مذکورہ کتاب۔خصوصاً اس کے صفحات 191 تا 197)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''جو لوگ مسلمان کہلا کر صرف یہی بات جانتے ہیں کہ اسلام کو تلوار سے پھیلانا چاہئے وہ اسلام کی ذاتی خوبیوں کے معترف نہیں اور ان کی کارروائی درندوں کی کارروائی سے مشابہ ہے۔''

(تریاق القلوب۔روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 167 حاشیہ)

اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں:

''مسیح موعود دنیا میں آیا ہے تا کہ دین کے نام سے تلوار اُٹھانے کے خیال کو دور کرے۔اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے اور اس نے ارادہ فرمایا ہے کہ ان تمام اعتراضوں کو اسلام کے پاک وجود سے دور کر دے جو خبیث آدمیوں نے اس پر کئے ہیں۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 176 مطبوعہ لندن)

آج حضرت مسیح موعودؑ کی غلامی میں اور آپ کی نمائندگی میں آپ کے مقدس خلیفۂ خامس حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''دین کے نام پر تلوار اُٹھانے کے خیال'' کو دور کرنے کی عظیم الشان مہم کا علم اپنے ہاتھوں میں لئے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھ قرآن و حدیث کی تعلیمات اور آنحضرت ﷺ کی پاکیزہ سیرت کے حوالہ سے دنیا بھر میں اسلام کے پُرامن پیغام کی اشاعت کے حقیقی جہاد میں مصروف ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے دور خلافت آغاز سے ہی اس طرف خصوصی توجہ فرمائی اور بار ہا اپنے خطبات و خطابات میں اپنوں اور غیروں کے سامنے اسلام کی امن کی تعلیم اور جہاد کی حقیقت کو آشکار فرمایا ہے اور احباب جماعت کو بھی اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اسلام کے سلامتی کے پیغام کو دنیا میں پھیلائیں۔ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے امام کی اقتدا میں اس عظیم الشان مہم میں بھرپور حصہ لیں اور اسلام کے اندرونی دشمنوں کو بے نقاب کرتے ہوئے اسلام کی امن و سلامتی کی حقیقی تعلیمات کو نہ صرف اپنے اوپر لاگو کریں بلکہ غیروں کو بھی اسلام کے پُرامن حصار میں آنے کی دعوت دیں اور دیتے چلے جائیں تا کہ زمین سے ہر قسم کے ظلم اور ناحق خونریزیوں کا خاتمہ ہو کر یہ عدل اور امن اور صلحکاری سے بھر جائے۔

# رپورٹ و پروگرام شعبہ اشاعت انصاراللہ سویڈن

(قائد اشاعت مجلس انصاراللہ سویڈن)

سہ ماہی مجلّہ الھدیٰ جولائی تا ستمبر مکمل ہوگیا ہے الحمد اللہ۔ چونکہ رسالہ ایک لمبہ عرصہ کی تاخیر کے بعد شائع ہو رہا ہے اس لئے اس کو ایک خاص نمبر (جہاد نمبر) کی شکل دی گئی ہے۔ تمام مضامین جہاد سے متعلق ہیں۔

مجلّہ کیلئے مضامین لکھنے کی طرف ترغیب دینے کی مساعی کی گئی اور اس سلسلہ میں تمام مجالس کے منتظمین سے رابطہ کیا گیا ہے اور انہیں اپنی مجالس کے صاحب علم حضرات کی لسٹ بنانے اور ان سے مسلسل رابطہ میں رہنے کی تلقین کی گئی ہے تا کہ باقاعدگی سے مضامین موصول ہونے کا سلسلہ شروع ہو سکے۔

اسٹاک ہولم سے الحمد اللہ باقاعدگی سے مضامین ملنا شروع ہو گئے ہیں اور اس کام کا سہرا مکرم عثمان مسعود جاوید صاحب کے سر ہے جو بہت درد دل سے احباب سے رابطہ میں رہتے ہیں۔ اسی طرح مجلس مالمو سے مکرم سلیم الدین صاحب، مجلس گوتھن برگ سے مکرم سلطان محمود صاحب اور لولیو مجلس سے مکرم شہباز احمد صاحب نے ممبرانِ مجالس سے اس سلسلہ میں روابط شروع کر دیئے ہیں۔

رسالہ کی تزئین و آرائش و کمپوزنگ کے لئے مکرمی نسیم احمد صاحب اور مکرمی حسن آفتاب صاحب نے انتہائی جانفشانی سے کام بخوبی سرانجام دیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزا

ذیلی مجالس باقاعدگی سے مختلف تبلیغی و تربیتی و سپورٹس کے پروگرام کا انعقاد کرتی رہتی ہیں۔ ان مختلف سرگرمیوں پر لی گئی تصاویر مجلّہ کی زینت بن کر مجلّہ کی رونق بڑھانے کا باعث بنتی ہیں۔ اس سلسلہ میں تمام مجالس کے زعماء سے رابطہ کر کے تصاویر بمع مختصر رپورٹ بھجوانے کی درخواست کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے تعاون کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

گذشتہ سال حضرت مسیح الموعود علیہ السلام کی ایک کتاب ''کشتی نوح'' کا سویڈش ترجمہ کیا گیا تھا اور رواں سال میں کتاب ''گورنمنٹ انگریزی اور جہاد'' کا سویڈش زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ مرکزی تصنیف کمیٹی نے ان ہر دو کُتب کی پڑتال کا کام مکرمی کاشف وِرک صاحب مربی سلسلہ اسٹاک ہولم کے سپرد کیا ہے۔ امید ہے کہ وہ اس کام کو بخوبی جلد سرانجام دے لیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ بعد ازاں ان کُتب کی کمپوزنگ کی ذمہ داری تصنیف کمیٹی نے لی ہے۔ کُتب کی موصولی کے بعد انشاءاللہ تعالیٰ شعبہ اشاعت ان کی پرنٹنگ کا اہتمام کرے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ

مجلس انصاراللہ کی ویب سائیٹ کی فارمیٹ پرانی ہو چکی تھی اور اس پر گذشتہ تیرہ سالوں سے کوئی کام نہیں ہوا۔ اس کی سبسکرپشن کو اپگریڈ کرنے اور نئے سرے سے بنانے کا کام مکرمی عدنان صاحب آف اسٹاک ہولم نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ پرانا مواد سیف کر لیا گیا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ جلد ہی ہم نئی ویب سائیٹ لانچ کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

آخر پر دُعا کی درخواست کے اللہ تعالیٰ اپنے خاص رحم اور فضل سے تائید و نصرت فرمائے۔ آمین ثم آمین

# سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ سویڈن 2023

(چوہدری عطاء الرحمان محمود: قائد عمومی)

مجلس انصاراللہ سویڈن کا سالانہ اجتماع حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مؤرخہ 6۔7 مئی کو مسجد ناصر گاتھن برگ میں منعقد ہوا۔ صدر مجلس مکرم انور رشید صاحب نے اجتماع کے انتظامات کے لئے مکرم صلاح الدین یوسف صاحب کو ناظم اعلیٰ مقرر فرمایا جنہوں نے ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی۔ انتظامیہ کمیٹی نے اجتماع کے پروگرام اور انتظامات کے لئے کئی میٹنگز کیں۔ اجتماع کا پروگرام تیار کر کے مجالس کو پہلے ہی بھجوا دیا گیا تھا اسی طرح اجتماع کے موقع پر ہونے والے علمی مقابلہ جات کا نصاب اور ورزشی مقابلہ جات کی تفصیل بھی مجالس کو پہلے ہی بھجوادی گئی تھی تا کہ انصار بھائی ان مقابلہ جات کے لئے اچھی تیاری کر سکیں۔ ورزشی مقابلہ جات کے لئے ایک سپورٹس ہال بھی بک کروایا گیا تھا۔ انتظامات کا فائنل جائزہ لینے کے لئے 5 مئی بروز جمعہ شام تک انتظامیہ کمیٹی کی میٹنگ بھی منعقد کی گئی۔

مؤرخہ 6 مئی بروز ہفتہ بیرونی مجالس کے انصار کی آمد شروع ہوئی۔ مہمانوں کی خدمت میں ناشتہ پیش کیا گیا۔ نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم، عہد اور نظم کے بعد ناظم اعلیٰ نے حاضرین کو اجتماع کے پروگرام کے بارے میں بتایا اور ہدایات دیں۔ صدر مجلس نے اپنے افتتاحی خطاب میں حضور انور کے ارشادات کی روشنی میں انصار کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ دعا کے ساتھ افتتاحی تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

ازاں بعد مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا جس کے بعد پروگرام کے مطابق علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ علمی مقابلہ جات میں تلاوت قرآن کریم، حفظ قرآن، نظم اور تقریر کے مقابلہ جات ہوئے۔ ان مقابلہ جات میں انصار بھائیوں نے بڑے جوش وخروش سے حصہ لیا۔ علمی مقابلہ جات کے ججز میں مکرم آغا یحییٰ خان صاحب، مکرم صلاح الدین یوسف صاحب اور خاکسار چوہدری عطاء الرحمان محمود شامل تھے۔ دینی معلومات کا پرچہ بھی لیا گیا جس میں سبھی انصار نے حصہ لیا۔ اس پرچہ کی مارکنگ مکرم محمود احمد شمس صاحب قائد تعلیم نے کی۔

علمی مقابلہ جات کے اختتام پر وقفہ کیا گیا۔ احباب کی خدمت میں چائے پیش کی گئی۔ اس کے بعد تمام انصار اجتماعی واک پر روانہ ہو گئے۔ اس واک کا مقصد باہمی میل جول اور تعارف تھا۔ ہم لوگ مسجد کے قریب ایک قبرستان میں گئے جہاں ہمارے کئی احمدی احباب مدفون ہیں۔ واک کے گائیڈ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب نے بعض قبروں کی نشاندہی کی۔ قبرستان میں دعا کے بعد ہم واپس چل پڑے۔ راستے میں ایک جگہ اجتماعی فوٹو بھی لی گئی۔ واپس آ کر انصار کی دلچسپی کے لیے چھوٹے چھوٹے مقابلے کروائے گئے۔ سب سے زیادہ دلچسپ ڈارٹس (نشانہ بازی) کا مقابلہ تھا جس میں ہمارے 31 انصار نے حصہ لیا۔ مشاہدہ ومعائنہ اور میوزیکل چئیر کے مقابلے بھی بہت دلچسپ تھے جن میں کافی انصار نے بڑی خوشی اور جوش جذبے سے حصہ لیا۔ ان مقابلہ جات سے فارغ ہو کر احباب کی خدمت میں ڈنر پیش کیا گیا جس کے بعد نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں۔

اگلا دن 7 مئی ورزشی مقابلہ جات کے لئے مخصوص تھا۔ کھیلوں کے لئے ایک ہال بک کروایا گیا تھا جہاں سب انصار نے 9 بجے پہنچنا تھا۔ ضیافت ٹیم نے صبح ساڑھے سات بجے (7:30) ناشتہ تیار کر لیا تھا۔ مہمان ناشتے سے فارغ ہو کر سپورٹس ہال میں پہنچنا شروع ہو گئے۔ ہال میں 2 مقابلہ جات کروائے گئے۔ پہلا مقابلہ بیڈمنٹن کا تھا جبکہ دوسرا مقابلہ والی بال کا تھا۔ ان مقابلوں میں بھی انصار نے بڑے جوش وخروش سے حصہ لیا۔ ہال میں انصار کی خدمت میں فروٹس بھی پیش کئے گئے۔ ٹیبل ٹینس کا مقابلہ مسجد میں منعقد کروایا گیا یہ مقابلہ بھی بڑا دلچسپ رہا اور اس میں بھی بہت سے انصار نے حصہ لیا۔

ڈیڑھ بجے (13:30) مہمانوں کی خدمت میں لنچ پیش کیا گیا۔ جس کے بعد نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں۔ نمازوں کے بعد اجتماع کی اختتامی تقریب

منعقد ہوئی۔ اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم وسیم ظفر صاحب امیر جماعت احمدیہ سویڈن تھے۔ تلاوت قرآن کریم، عہد اور نظم کے بعد مکرم ناظم اعلیٰ نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی۔ جس کے بعد صدر مجلس نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

1۔ مجلس انصاراللہ سویڈن کے لئے انتہائی خوشی اور سعادت کی بات ہے کہ پیارے آقا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمیں ازراہ شفقت 27 مئی کو لندن میں ملاقات کا شرف عطا فرمایا ہے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں ملاقات کے لئے لندن جانے کا پروگرام بنائیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصاراللہ سویڈن کو افریقہ/ پاکستان میں پینے والے پانی کے نلکوں اور کنوؤں کے لئے عطیات جمع کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

2۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصاراللہ سویڈن کو اپنی تاریخ مرتب کرنے کی منظوری عطا فرمائی ہے اور اس کے لئے ایک کمیٹی کی منظوری بھی عطا فرمائی ہے جو خاکسار، صدر مجلس، مکرم ڈاکٹر انس احمد رشید صاحب قائد اشاعت اور قائد عمومی پر مشتمل ہے۔ تمام زعماء کرام کو قائد عمومی کی طرف سے ایک سوالنامہ بھجوایا جا رہا ہے۔ اسے جلد از جلد مکمل کر کے بھجوا دیں۔ اسی طرح اگر کوئی ناصر تاریخ انصاراللہ سویڈن کے حوالے سے کوئی بات، واقعہ یا تصاویر بھجوانا چاہتے ہوں تو وہ بھی جلد از جلد بھجوا دیں۔

آخر میں صدر مجلس نے تمام شرکاء اور منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب سویڈن نے انعامات تقسیم فرمائے اور اپنے خطاب میں انصار بھائیوں کو حضور انور کے ساتھ اپنی اور اپنی فیملی کی ملاقات کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم امیر صاحب نے بعض واقعات بھی سنائے کہ کس طرح حضور انور سے ملاقات کے نتیجے میں غیر معمولی تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ دعا کے ساتھ یہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اجتماع میں 56 انصار شامل ہوئے۔

KHILAFAT

# حضورانور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سویڈن کے انصار کی یادگار ملاقات

(چوہدری عطاء الرحمان محمود: قائد عمومی)

مجلس انصاراللہ سویڈن سے پیارے آقا کی خدمت میں یہ درخواست کی گئی کہ سویڈن کے انصار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اسلام آباد (ٹلفورڈ) حاضر ہو کر ملاقات کے متمنی ہیں۔ چند ہی دنوں بعد حضور انور کی طرف سے یہ مسرت بخش پیغام موصول ہوا کہ آپ لوگ کب آنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ فوری طور پر نیشنل مجلس عاملہ کا اجلاس بلایا گیا جس میں اس بارے میں مشورہ کیا گیا اور محترم انور رشید صاحب صدر مجلس انصاراللہ سویڈن نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم لوگ 25 مئی کی رات کو حاضر ہو جائیں گے اور 26 مئی کا جمعہ حضور انور کی اقتداء میں ادا کریں گے اور اگر پیارے آقا 27 مئی کو ہمیں ملاقات کا شرف بخش دیں تو ہم اپنی خوش بختی اور سعادت پر نازاں و فرحاں ہوں گے۔ قسمت نے یاوری فرمائی اور رمضان المبارک کے آخری روز ہمیں لندن سے یہ خوش کن اطلاع موصول ہوئی کہ حضور انور نے ازراہ شفقت و احسان 27 مئی کو ملاقات کی منظوری عطا فرما دی ہے۔ رمضان المبارک کے آخری دن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے فزیکل ملاقات کی منظوری کو ہرگز ہرگز حسن اتفاق نہیں کہا جا سکتا۔ یہ ہمارے رحیم و کریم خدا کی طرف سے ہمارے لئے عید کے موقع پر ایک یادگار اور ناقابل فراموش تحفہ تھا۔ چنانچہ فوری طور پر تمام مجالس کو یہ خوشخبری شیئر کی گئی اور زعماء کرام کو یہ تاکیدی ہدایت بھی کی گئی کہ اپنی مجلس کے تمام انصار تک فوری طور پر یہ اطلاع بھجوائیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ کوئی ایک بھی ناصر ایسا نہ رہے جس کو یہ اطلاع نہ پہنچی ہو۔ زعماء کرام کو یہ ہدایت بھی بھجوا گئی کہ اگر کسی ناصر کو ویزا کے حصول کیلئے جماعتی سپانسر کی ضرورت ہو تو فوری طور پر ان کے کوائف بھجوائیں تا کہ سپانسر حاصل کرنے کے لئے ضروری کارروائی کی جا سکے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے لندن جانے والے انصار کی سہولت اور انہیں تمام ضروری اطلاعات بروقت پہنچانے کے لئے ایک ''ملاقات گروپ'' بنا دیا گیا اور اس گروپ میں حسب حالات و حسب ضرورت معلومات و اطلاعات شیئر کی جاتی رہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے انتظار میں ایک ایک لمحہ صدیوں پر محیط تھا۔ ہر دل میں ایک ہی خواہش اور تمنا مچل رہی تھی کہ اے کاش اگلا ہی لمحہ 27 مئی کا وہ مبارک اور یادگار لمحہ بن جائے جب ہم پیارے آقا سے ملاقات کر رہے ہوں اور بالآخر 27 مئی کا وہ مبارک دن اور پھر وہ مبارک ساعت آ گئی کہ مجلس انصاراللہ سویڈن کے 29 عشاق (انصار) اپنے پیارے آقا کی دید سے اپنی آنکھوں کی پیاس بجھانے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زندگی بخش کلمات سے اپنی روحوں کی سیرابی کا سامان کرنے ملاقات ہال میں دیدہ و دل فرش راہ کئے بیتابی سے پیارے آقا کی آمد کے منتظر تھے اور پھر وہ لمحہ آیا جب ہماری جانوں سے بھی زیادہ عزیز آقا کی کانوں میں رس گھولتی آواز ہماری سماعتوں سے ٹکرائی اور حضور انور کی دید سے ہماری منتظر اور بیتاب نگاہوں نے قرار پکڑا۔ حضور انور کے ''السلام علیکم'' کے جواب میں ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ'' عرض کرتے ہوئے ہم سب احترام یار میں کھڑے ہو گئے۔ حضور انور نے مسند نشیں ہوتے ہوتے ہوئے ہم سب کو بھی بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ حضور انور نے صدر مجلس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''صدر صاحب آپ کیا کہتے ہیں''

صدر مجلس نے عرض کیا کہ ہماری شدید خواہش تھی کہ ہم فزیکل ملاقات کے لئے حاضر ہوں۔ حضور نے ازراہ شفقت ہمیں یہ موقع عنایت فرمایا۔ ہم سویڈن سے 29 انصار حاضر ہوئے ہیں۔ یہ صرف مجلس عاملہ کے اراکین نہیں بلکہ مجلس عاملہ کے اراکین کے علاوہ مجلس عامہ کے اراکین بھی اس گروپ میں شامل ہیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز باری باری سب انصار سے مخاطب ہوئے۔ تعارف کے اس مرحلہ میں حضور انور بعض ہدایات بھی

فرماتے رہے۔حضور انور کی اپنے پیارے انصار سے محبت وشفقت کا یہ انداز دل موہ لینے والا تھا کہ کئی انصار کو حضور انور نے فرمایا:

’’ماسک نیچے کر کے اپنا چہرہ تو دکھائیں۔‘‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انصار کے بعض سوالات کے جوابات بھی عنایت فرمائے۔ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے ازراہ شفقت واحسان خاکسار قائد عمومی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

’’اچھا تو عطاء الرحمان صاحب آپ کیا کہتے ہیں۔‘‘

خاکسار نے عرض کیا کہ پیارے آقا میرے پاس قیادت عمومی کی ذمہ داری ہے۔مجالس سے رابطہ اور ماہانہ رپورٹس حاصل کرنے کے لئے بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔حضور انور نے استفسار فرمایا کہ’’آپ کی کل مجالس کتنی ہیں؟‘‘خاکسار نے عرض کیا کہ حضور 5 مجالس ہیں۔پھر پوچھا کہ’’انصار کتنے ہیں؟‘‘خاکسار نے بتایا کہ ہمارے کل انصار 252 ہیں۔حضور انور نے فرمایا’’کتنی مجالس ماہانہ رپورٹس بھجواتی ہیں؟‘‘خاکسار نے عرض کیا کہ اللہ کے فضل سے سوفیصد مجالس کی طرف سے ماہانہ رپورٹس موصول ہوتی ہیں۔حضور انور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور اس خواہش کا بھی اظہار فرمایا کہ’’یہ تو ایک آئیڈیل مجلس ہونی چاہیئے آپ کی۔آپ لوگوں کو تو ایک نمونہ بنا دینا چاہیے دنیا کیلئے اپنی مجلس کو۔‘‘

اس کے بعد حضور انور کے ساتھ ہمارا گروپ فوٹو ہوا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت فوٹو کے وقت ہمیں ماسک اتارنے کی اجازت بھی عنایت فرمادی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مجلس انصار اللہ سویڈن کے درج ذیل خوش نصیب اراکین نے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

---

1۔ مکرم انور رشید صاحب صدر مجلس انصار اللہ سویڈن
2۔ مکرم آغا یحیٰ خان صاحب قائد تبلیغ
3۔ مکرم مرزا مولود بیگ صاحب قائد مال
4۔ مکرم ملک ناصر احمد صاحب زعیم مجلس کالمار
5۔ مکرم اطہر شہزاد صاحب زعیم مجلس لولیئو
6۔ مکرم محمود احمد ورک صاحب منتظم تعلیم القرآن گاتھن برگ
7۔ مکرم محمد اکمل زاہد صاحب نائب زعیم مالمو
8۔ مکرم سید مسرور احمد صاحب منتظم تربیت مالمو
9۔ مکرم عبدالحمید خان صاحب منتظم تعلیم القرآن مالمو
10۔ مکرم اعصام شہزاد صاحب منتظم صحت جسمانی مالمو
11۔ مکرم امتیاز احمد ساجد صاحب منتظم تحریک جدید مالمو
12۔مکرم ارشد چیمہ صاحب نائب زعیم و منتظم تربیت سٹاک ہولم
13۔ مکرم منظور احمد مبشر صاحب منتظم عمومی سٹاک ہولم
14۔مکرم جہانگیر احمد صاحب منتظم تربیت نومبائعین سٹاک ہولم
15۔مکرم غالب احمد عدنان صاحب منتظم تعلیم القرآن سٹاک ہولم
16۔ مکرم فاتح احمد قاسم صاحب منتظم تحریک جدید سٹاک ہولم
17۔ مکرم عدنان احمد صاحب منتظم وقف جدید سٹاک ہولم
18۔ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب گاتھن برگ
19۔ مکرم مرزا بشارت احمد صاحب گاتھن برگ
20۔ مکرم مامون الرشید صاحب گاتھن برگ
21۔ مکرم محمد انوار الدین سعید صاحب گاتھن برگ
22۔ مکرم احسان اللہ صاحب مالمو
23۔ مکرم ملک عمران عامر صاحب مالمو
24۔ مکرم سلطان الملک صاحب مالمو
25۔ مکرم طارق یوسف صاحب مالمو
26۔ مکرم چوہدری ظہیر احمد صاحب سٹاک ہولم
27۔ مکرم رضوان افضل صاحب مربی سلسلہ لولیئو
28۔ خاکسار عطاء الرحمان محمود قائد عمومی

اس دورہ کے جملہ انتظامات مجلس انصار اللہ برطانیہ نے نہایت احسن رنگ میں سرانجام دیئے۔ملاقات کے لئے جانے والے انصار کی فہرست ان کی فلائٹس، واپسی اور رہائشی ضرورت کے نقطہ نظر سے تیار کر کے لندن بھجوا دی گئی تھی اور مجلس انصار اللہ برطانیہ نے ہر ہر موقع پر مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا۔ہمارے وفد کی رہائش کا انتظام بیت الفتوح میں کیا گیا تھا۔وفد کے بیشتر اراکین 25 مئی بروز جمعرات لندن پہنچ گئے تھے۔جنہیں اگلے دن حضور انور

کی اقتداء میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے اسلام آباد لانے کا انتظام موجود تھا۔نماز جمعہ کے بعد سرائے نصرت اسلام آباد میں لنچ کروایا گیا۔ پھر وفد نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے مزار پر حاضری دی۔ یہاں سے ہم لوگ مجلس انصار اللہ برطانیہ کے خرید کردہ ایک گیسٹ ہاؤس کے وزٹ کے لیے گئے۔اسلام آباد واپس آ کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز عصر ادا کی اور پھر ہمارا قافلہ بیت الفتوح کی جانب عازم سفر ہوا۔

27 مئی کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے بعد ہمارے میزبان ہمیں رقیم پریس دکھانے کے لئے وہاں لے گئے۔ وہیں پر ہم نے فرنچ، چائنیز اور عربی ڈیسک کے دفاتر وزٹ کئے۔ واپسی پر نماز ظہر اور لنچ کے بعد جامعہ احمدیہ کے وزٹ کا پروگرام تھا۔ یہاں سے واپسی پر اسلام آباد آ کر نماز عصر ادا کی اور پھر بیت الفتوح واپسی ہوئی۔

مجلس انصار اللہ برطانیہ کی طرف سے ڈنر کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں ان کی مجلس عاملہ کے اراکین بھی موجود تھے۔مجلس انصار اللہ برطانیہ کے قائمقام صدر مکرم ظہیر احمد جتوء صاحب نے اپنے اراکین عاملہ کا تعارف کروایا جس کے بعد ہمارے صدر مجلس مکرم انور رشید صاحب نے سویڈن کے وفد کا تعارف کروایا۔ڈنر میں شامل احباب ایک دوسرے سے محوگفتگو رہے اور ایک دوسرے سے کام کے طریق کار اور معلومات شیئر کرتے رہے۔

28 مئی کی صبح کو ہمارے وفد کے ایک بڑے حصے کی واپسی تھی۔ ہمارے میزبانوں کی طرف سے مہمانوں کو ائیرپورٹ پر پہنچانے کا انتظام تھا۔اس طرح الحمدللہ مجلس انصار اللہ سویڈن کے اراکین پیارے آقا سے ایک انتہائی خوشگوار اور یادگار ملاقات کے بعد بخیر وخوبی واپس سویڈن پہنچ گئے۔ہم مجلس انصار اللہ برطانیہ کی طرف سے کیئے گئے اعلیٰ انتظامات اور مہمان نوازی پر ان کے ممنون احسان ہیں اور ان کے لئے رب کریم کے حضور دعا گو ہیں۔رب کریم سب خدمت گذاروں کو بہترین جزا عطا فرمائے۔آمین۔

'Verily, I am Allah; there is no God beside Me. So serve Me, and

SARAI NASIR

# سیاحتی دورہ مجلس انصاراللہ سویٹزرلینڈ

مجلس انصاراللہ سویٹزرلینڈ کا ایک وفد زیرِ قیادت محترم صدر مجلس انصاراللہ گوتھن برگ سویڈن میں بغرض سیر و تفریح تشریف لایا۔ ۸ جون کو ان کو ایئر پورٹ سے ریسیو کیا گیا۔ ۹ جون کو انہیں گوتھن برگ کے مختلف مقامات و جزائر کی سیر کروائی گئی۔ ۱۰ جون بروز ہفتہ اندرون شہر کی سیر کروائی گئی۔ شام کو مجلس عاملہ انصاراللہ سویڈن کے ساتھ ایک ڈنر میٹنگ کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقعہ پر کچھ تحائف کا تبادلہ بھی کیا گیا۔ اگلے روز ۱۱ جون بروز اتوار کو اُن کی واپسی تھی اور سب احباب کو ایئر پورٹ پر رخصت کیا گیا۔

# مجلس انصاراللہ گوتھن برگ کی تبلیغی مساعی

# مجلس انصاراللہ مالمو کا لوکل اجتماع

# مجلس انصاراللہ سٹاک ہالم کی تبلیغی مساعی اور لوکل اجتماع

# مجلس انصاراللہ لولیئو کی تبلیغی مساعی اور لوکل اجتماع